

30/اگست 2013ء

1

بلوچستان صوبائی اسمبلی

سرکاری رپورٹ

بلوچستان صوبائی اسمبلی

دسویں اسمبلی / پانچواں اجلاس

مباحثات 2013ء

(اجلاس منعقدہ 30 اگست 2013 بطابق 22 شوال 1434 ہجری بروز جمعہ)

صفحہ نمبر	مندرجات	نمبر شمار
2	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	1
3	ارکان اسمبلی کا حلف اٹھانا۔	2
3	رخصت کی درخواست۔	3
4	سرکاری کارروائی برائے قانون سازی۔	
4	(i) بلوچستان لوکل گورنمنٹ کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2013ء (مسودہ قانون نمبر 3 مصدرہ 2013ء) (ii) بلوچستان پیپل پروکیورمنٹ ریکورڈ اکھاری کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2013ء (مسودہ قانون نمبر 4 مصدرہ 2013ء)	4
19	مشترکہ قرارداد نمبر 3 میجانب نواب محمد خان شاہوانی (صوبائی وزیر)	6
33	مشترکہ قرارداد نمبر 4 میجانب نواب محمد خان شاہوانی (صوبائی وزیر)	7
38	گورنر بلوچستان کا حکم نامہ	

شمارہ 8

☆☆☆

جلد 6

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 30 اگست 2013ء بمقابلہ 22 شوال المکرم 1434 ہجری بروز جمعہ بوقت سہ پہر 04:00 جگہ 25 منٹ پر زیر صدارت میر عبدالقدوس بن نجوم جناب ڈپٹی اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہاں، کوئٹہ میں منعقد ہوا۔
جناب ڈپٹی اسپیکر۔ السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔
تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آ خوندزادہ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿پارہ نمبر. سورۃ .. آیات نمبر ..﴾

ترجمہ:- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ جو رب ہے آسمانوں کا اور جو کچھ اُنکے پیچ میں ہے بڑی رحمت والا۔
قدرت نہیں کوئی اُس سے بات کرے، جس دن کھڑی ہو روح اور فرشتے قطار باندھ کر۔ کوئی نہیں بولتا مگر جس
کو حکم دیا جائے اور بولا بات ٹھیک۔ وہ دن ہے برحق پھر جو کوئی چاہے بنا رکھے اپنے رب کے پاس ٹھکانہ۔
ہم نے خبر سنا دی تُم کو ایک آفت نزدیک آ نے والے کی۔ جس دن دیکھ لے گا آدمی جو آگے بھیجا اُسکے ہاتھوں
نے۔ اور کہے گا کافر کی طرح میں مٹی ہوتا۔ صَدَقَ اللَّٰهُ عَلَيْهِمْ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جزاک اللہ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔۔۔ (مدخلت)۔ کارروائی کو آگے چلنے دیں،
پہلے ہمارے نئے ایمپی اے صاحب حلف لیں گے، بعد میں آپکو موقع دینے گے۔

شیخ جعفر خان مندو خیل: جناب اسپیکر صاحب!

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی۔

شیخ جعفر خان مندو خیل: اس چیز پر آپ سختی کریں، چاہے میں اُٹھ جاؤں، میں آپ کے پارٹی کا پارلیمانی
لیڈر ہوں، چاہے دوسرا بھی اُٹھ جائے۔ اسمبلی کو اپنے آرڈر کے تحت چلا کیں تاکہ جتنا بھی سختی کر لیں، کوئی ناراض
ہو، کوئی دوسرا ہو، کوئی تیسرا ہو۔ اسمبلی کا جو rules ہیں، اُسکے اوپر چلا کیں۔ ٹھیک ہے۔ بولنے کا موقع بھی کسی کو
آئیگا، کسی کو گلہ بھی اس پر نہیں ہوگا۔ اب میں اُٹھوں گا مجھے موقع دینے گے، انکو نہیں دینے گے تو ان لوگوں کو گلہ ہوگا۔ اسمبلی کو
جس subject کے اوپر آپ نے direct کیا ہو، اُسی subject کے اوپر آپ چلا کیں۔ تو اسمبلی strict

کامیں سمجھتا ہوں اسمبلی کا ایک وقار بھی اس سے بڑھے گا اور یہ House بھی ایک اچھی وہ ترتیب سے چل سکے گی۔ اور جو direct talks ہوتے ہیں ایک دوسرے پر، وہ بھی نہیں چلیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی، مہربانی۔ ایسا ہے کہ rule کے تحت ایک تو سرکاری کارروائی ہوں گے، اُسکے بعد آپ point of order پر کھڑا ہونا چاہتے ہیں، تو ہم آپ کو اجازت دینگے۔ نوابزادہ طارق مگسی، پنس احمد علی صاحب، محمد خان لہڑی صاحب۔ آپ صاحبان! اپنی نشتوں پر کھڑے ہو کر حلف اٹھائیں۔ میں حلف نامہ پڑھونگا، آپ میری تقلید فرمائیں۔

(جناب ڈپٹی اسپیکر صاحب سے ارکین نے حلف اٹھایا۔)

حاجی گل محمد خان دومڑ: ابھی point of order پر بات کر سکتے ہیں؟۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ابھی تک سرکاری کارروائی ختم نہیں ہوئی ہے۔ سرکاری کارروائی ختم ہو جائے۔ آپ بیٹھ جائیں۔ سوالات نہیں ہونے کی بناء پر وقفہ سوالات معطل کیا جاتا ہے۔ سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

شمس الدین (ایڈیشنل سیکرٹری): جناب انجینئر زمرک خان، رکن صوبائی اسمبلی نے کوئی سے باہر ہونے کی بناء پر آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟۔ رخصت منظور ہوئی۔ سرکاری کارروائی، برائے قانون سازی۔ صوبائی وزیر اور یاریات کی جانب سے بلوچستان لوکل گورنمنٹ کا ترمیمی مسودہ قانون مصدرہ 2013ء مسودہ قانون نمبر 3 مصدرہ 2013ء کی تحریک پیش کریں، رحیم زیارت وال صاحب!۔

جناب عبدالرحیم زیارت وال (صوبائی وزیر): بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ، شکریہ جناب اسپیکر! اس سے پہلے ہمارے جن دوستوں نے آج اسمبلی کا حلف لیا، میں انکو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اور پھر آپ کے حکم کی طرف آتا ہوں۔ اور آپ کے سامنے، House سامنے بلوچستان لوکل گورنمنٹ کے (ترمیمی) مسودہ قانون پیش کرتا ہوں۔ میں صوبائی وزیر، وزیر یاریات کی جانب سے تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان لوکل گورنمنٹ کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2013ء (مسودہ قانون نمبر 3 مصدرہ 2013ء) کو فوراً زیر غور لا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: سوال یہ ہے کہ آیا بلوچستان لوکل گورنمنٹ کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2013ء (مسودہ قانون نمبر 3 مصدرہ 2013ء) کو فوراً زیر غور لا جائے؟۔ ہاں یاناں۔ تحریک منظور کی ہوئی۔

بلوچستان لوکل گورنمنٹ کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2013ء (مسودہ قانون نمبر 3 مصدرہ 2013ء) کو فی الفور زیر غور لایا جاتا ہے۔ صوبائی وزیر! وزیر بلدیات کی جانب سے بلوچستان لوکل گورنمنٹ کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2013ء (مسودہ قانون نمبر 3 مصدرہ 2013ء) کے متعلق اگلی تحریک پیش کریں۔

عبد الرحیم زیارتوال (صوبائی وزیر): میں صوبائی وزیر، وزیر بلدیات کی جانب سے تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان لوکل گورنمنٹ کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2013ء (مسودہ قانون نمبر 3 مصدرہ 2013ء) کو فی الفور منظور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: سوال یہ ہے کہ آیا بلوچستان لوکل گورنمنٹ کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2013ء (مسودہ قانون نمبر 3 مصدرہ 2013ء) کو منظور کیا جائے؟۔ بہت کمزور آواز آرہی ہے۔ تحریک منظور ہوئی، بلوچستان لوکل گورنمنٹ کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2013ء (مسودہ قانون نمبر 3 مصدرہ 2013ء) منظور ہوا۔ صوبائی وزیر! وزیر مالیات کی جانب سے بلوچستان پلک پروکیور منٹری گولیٹری اتحاری کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2013ء (مسودہ قانون نمبر 4 مصدرہ 2013ء) کی تحریک پیش کریں۔

جناب عبد الرحیم زیارتوال (صوبائی وزیر): میں صوبائی وزیر، وزیر مالیات کی جانب سے بلوچستان پلک پروکیور منٹری گولیٹری اتحاری کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2013ء (مسودہ قانون نمبر 4 مصدرہ 2013ء) کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: سوال یہ ہے کہ آیا بلوچستان پلک پروکیور منٹری گولیٹری اتحاری کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2013ء (مسودہ قانون نمبر 4 مصدرہ 2013ء) کو فی الفور زیر غور لایا جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔ بلوچستان پلک پروکیور منٹری گولیٹری اتحاری کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2013ء (مسودہ قانون نمبر 4 مصدرہ 2013ء) کو فی الفور زیر غور لایا جاتا ہے، صوبائی وزیر! وزیر مالیات کی جانب سے بلوچستان پلک پروکیور منٹری گولیٹری اتحاری کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2013ء (مسودہ قانون نمبر 4 مصدرہ 2013ء) کے متعلق اگلی تحریک پیش کریں۔

جناب عبد الرحیم زیارتوال (صوبائی وزیر): میں صوبائی وزیر، وزیر مالیات کی جانب سے تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان پلک پروکیور منٹری گولیٹری اتحاری کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2013ء (مسودہ قانون نمبر 4 مصدرہ 2013ء) کو منظور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: سوال یہ ہے کہ بلوچستان پلک پروکیور منٹر گیولیٹری اخباری کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2013ء (مسودہ قانون نمبر 4 مصدرہ 2013ء) کو منظور کیا جائے؟ - ہاں یا نا۔ تحریک منظور ہوئی بلوچستان پلک پروکیور منٹر گیولیٹری اخباری کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2013ء (مسودہ قانون نمبر 4 مصدرہ 2013ء) منظور ہوا۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان: جناب اسپیکر! point of order.

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان: یہ تو ہم نے اعتراض نہیں کیا آپ کسی سرکاری کارروائی چل رہی تھی۔ یہاں پر جو ہمارے سامنے ہے یہ جتنے قانون بلدیات یا فنالس کا پیش ہوئے ہیں۔ وزیر اعلیٰ/محیثیت وزیر بلدیات۔ تو میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آئین rules کیا کہتے ہیں۔ کیونکہ نہ آج وزیر اعلیٰ صاحب تشریف رکھتے ہیں اور نہ ابھی تک وزیر بلدیات ہیں۔ تو یہ powers ایک جو وزیر بے محلہ ہیں اُسکو کیسے delegate کی گئی ہیں۔

میر عبدالکریم نوشیر والی: جناب powers خود خود delegate ہوتی ہیں۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان: جناب اسپیکر! میں آپ سے راہنمائی چاہوں گا، میں اعتراض نہیں کر رہا ہوں راہنمائی چاہوں گا کہ کونے rules کے تحت یادہ جیسے لیویز کی ہوتی ہیں ناں نوکری آئینیں بازگیر ہوتا ہے تو اُس type کا ہے یا کیا ہے؟۔ مجھے اس rules سے متعلق تھوڑی راہنمائی کر دیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: C.M. صاحب verbally Chief Executive ہوتے ہیں اُس نے زیارت وال صاحب کو allow کی ہے کہ وہ bill پیش کریں۔ تو اسلئے اُسکو اجازت دی گئی ہے۔ اُسکو اجازت دیا ہے M.C. صاحب نے۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان: جناب اسپیکر! verbally کی کوئی قانونی حیثیت ہے؟۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: C.M. صاحب Chief Executive ہیں وہ دے سکتے ہیں۔ وہ ویسے بھی Minister ہیں۔ (مداخلت)۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان: برتانیہ کا آئین جو ہے ناں زبانی ہے ہمارا ایک کتاب کی صورت میں ہے۔ میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ ruling دے دیں کہ زبانی چاہے وہ Chief Justice ہیں یا ہیں کیا وہ اگر زبانی کسی کو بول دیتا ہے تو اُسکی کوئی قانونی Chief Minister ہیں یا Prime Minister

حیثیت ہے یا نہیں ہے؟۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: وہ یہ ہے کہ زیارتوال صاحب پہلے سے Minister ہیں۔ وزیر اعلیٰ کسی کو بھی اختیار دے سکتے ہیں۔ تو اسی میں میرے خیال میں کوئی ابہام نہیں ہونی چاہیے۔

جناب عبدالریحیم زیارتوال (صوبائی وزیر): جناب اسپیکر! دو Bills تھے جو پیش بھی ہوئے۔ House نے منظور بھی کر لیا اور اس نے قانونی حیثیت بھی اختیار کی۔ اسکے بعد اس point of order پر کوئی وہ نہیں بنتا ہے rules کے تحت۔

جناب سنتو ش کمار: جناب اسپیکر صاحب! کل ایک واقعہ پیش آیا ہے میرا استحقاق مجرود ہوا ہے۔ مجھے تین دن پہلے C.M. صاحب نے ایک order کیا تھا ایک مطلب بیورو کریٹ ایسا بے لگام گھوڑا ہے جس کے میں دفتر میں چلا گیا میں نے اسکے P.A. سے بات کی انہوں نے بولا ”صاحب یہاں تشریف نہیں رکھتے“۔ جب P.S. نے اسکے بعد اس سے بات کی تو اس نے 15 منٹ اس سے بات کی۔ تو بولے ”مجھے بتاؤ کس کس کا ٹیلیفون آیا؟۔ کون کون آیا؟“۔ جن کے خلاف میں نے complaint کی تھی C.M. صاحب کو۔ اسی میں سے دونام وہی بھی تھے اس نے بولا ”Sir“ یہ آئے تھے آپکے لیئے۔ پیغام چھوڑ گئے ہیں۔ مزید انہوں نے پوچھا ”کیا حکم ہے؟“۔ تو انہوں نے آخر میں بولا کہ ”Sir“ سنتو ش تو پیٹھے ہوئے ہیں MPA۔ ”انہوں نے کہا“ کہ C.M. صاحب نے آپکو حکم کیا تھا کہ میں آیا ہوں۔ ”انہوں نے اسکو بولا ہے“ کہ اسکو بولنا کہ میرے پاس time نہیں ہے۔ کل جب میں آؤں گا تو آپس سے ملوں گا۔ بات کروں گا۔ ”جناب! بات کرنے بھی time ہے۔ اسلام شاکر صاحب۔ اسکے ساتھ sir میں As a M.P.A. ہوں میرے ساتھ یہ حشر ہے اگر کوئی عام آدمی، عوام، جاتے ہیں اور MPA's جاتے ہیں اُنکے ساتھ یہ حشر ہیں۔ میں گیا کیوں تھا؟۔ میں اسلئے کیا تھا کہ متعلقہ، جب ایک visit کیا میں نے مندر اور مسجد کے نام پر جو انہوں نے گل کھلاایا، اور میں نے ایک مندر کا visit کیا وہاں پر development نام کی کوئی کام نہیں تھا۔ ساری کاغذوں میں تھا کچھ بھی نہیں تھا۔ میں نے جب ان سے کہا پھر نیسم اہڑی صاحب نے انکو order کیا کہ ”بھتی! C.M. صاحب نے کہا ہے کہ اسکو record دو اور تمام D.C. اور XEN's کو پابند کرو کہ یہ جا کے

کرے وہاں جو problems ہیں وہ بتائے۔ بجائے انہوں نے میرے ساتھ بات کرنے کے بھانے کے P.S. سے 15 منٹ بات کی میرے سے نہیں کی۔ یہ میرا تو اتحاقاً مجروح ہوا ہے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ آئین پاکستان نے مجھے پورا حقوق دیتے ہیں کہ جتنے بھی ایوان میں MPA's میٹھے ہیں میرا اُنکے ساتھ ایک برابر کا protocol ہوتا ہے۔ لیکن مجھے انہوں نے ایسا کیا۔ میں احتجاج آج اپنی اس Floor پر گرسی چھوڑ کر کے میں نیچے بیٹھوں گا نیچے بیٹھ کر کارروائی دیکھوں گا۔ میرے تمام دوستوں سے گزارش ہے کہ وہ اس پر میرا ساتھ دیں۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے)۔ اور میرا یہ حال ہے تو دوسروں کا کیا حال ہوگا؟۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے)۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: سنتوش صاحب! آپ ایسا کریں تحریک استحقاق اگر آپ اپنالا سکتے ہیں تو تحریک استحقاق لے آئیں۔ احتجاج ریکارڈ ہو گیا۔

میر عبدالکریم نوшیروالی: جناب اسپیکر صاحب! سنتوش کمار صاحب نے غیر پارلیمانی الفاظ استعمال کیا۔ میں اُس سے گزارش کروں گا کہ ”بے لگام گھوڑے“۔ جناب سنتوش صاحب! ہم اور آپ گورنمنٹ نہیں ہیں، اصل گورنمنٹ سیکرٹری صاحبان ہوتے ہیں۔ ہم اور آپ regular نہیں ہیں۔ ہم اور آپ work-charge ہیں۔ آج ہیں کل چلے جاتے ہیں sir۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: میر صاحب بیٹھیں۔ میر صاحب بیٹھیں آپ۔ جی جعفر خان صاحب۔ میر عبدالکریم! آپ کے پارلیمانی لیڈر صاحب کھڑے ہیں۔ آپ بیٹھ جائیں۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: میرے سارے ممبران سے اپیل ہے کہ کم از کم اسپیکر کو دیکھ کر کے اگر منتخب کر لیں آپسمیں cross-talks جو ہے وہ نہیں کریں۔ میں کہتا ہوں اسمبلی میں ابھی ہمارے 25 سال 23 سال پورے ہو رہے ہیں۔ اس طرح ہم کو نہیں بننا چاہیے کہ ہماری اسمبلی کی کوئی وقار مجروح ہو اُس سے۔ سب سے پہلے آج جو منتخب ہو کر کے آئے تھے، ہمارے ایم پی اے صاحبان۔ میر طارق لگسی صاحب، آزاد رکن، محمد خان لہڑی صاحب پی ایم ایل (ن)، اور پنس احمد علی بلوج صاحب پی ایم ایل (ن) جو کامیاب ہو کر آئے ہیں اور آج انہوں نے ادھر حلف اٹھایا ہے، انکو تہہ دل سے مبارکباد دیتا ہوں۔ اور ان سے میری اپنی ایک یہ ہو گی کہ یہ House کو صحیح چلانے میں، یہ صوبہ بلوچستان کے جو کمزوریاں ہیں یا خرابیاں ہیں، اسکو دوڑ کرنے میں یہ کافی مددگار ثابت ہو گے۔ اور میری اُن سے یہ امید ہے اور تو قع بھی یہی ہے۔ اور سب سے پہلے، وہ میں سمجھ گیا ہوں

کہ ہمارے ایک minority Member نے ایک وہ اٹھایا ہے اُسکو بھی اگر rules کے تحت اٹھا کر کے properly آپ کوئی چیز لکھ کر کے اسمبلی اسپیکر کو دیتے تو That is better. کیونکہ وہ پھر کمیٹی کے پاس چلا جائیگا، وہ دیکھ لے گا کہ اس آفیسر نے کہاں اور کس کس چیز میں زیادتی کی ہے۔ ویسے آفیسر ان صاحبان بھی سن لیں definitely وہ ممبر ان کو under-mine کر رہے ہیں۔ یہ شکایت عام ہوتی جا رہی ہیں اُن سے کہ under-mine کر رہے ہیں۔ ٹھیک ہے بات سُن لیں۔ اگر ایک چیز انکی بس کی بات نہیں ہے سرکار کی گورنمنٹ کی فیصلے کی بس کی بات ہے۔ concerned officer کی کوئی بات اُسمیں وہ نہیں آتی ہے۔ اپنی وہ جواب دے دیں۔ بہتر تو یہ ہے۔ وہ ماتحت ہیں اس گورنمنٹ کی۔ اس اسمبلی کی ماتحت ہے۔ کل کوئی نوکری میں یہی افسر ادھرنہیں ہے، اُسکو ادھر کر دو تو کیا کریا گا وہ rules کے تحت، ہر چیز کے تحت تمام جو آپکی بیوکر لیسی یا دوسرا ہے، وہ ماتحت ہے اس اسمبلی کے۔ اور وہ ماتحت ہے اس گورنمنٹ کے۔ تو وہ بھی کوئی ممبر صاحب اگر۔ اول تو ممبر کو کسی آفیسر کے پاس جانا نہیں چاہیے۔ کیونکہ اسکا گرید آفیسر سے بہت زیادہ ہے۔ تو پھر اگر چلا بھی جائے، پھر کم از کم اُسکو due respect کے تحت دے دیں۔ کام ہونا یا نہ ہونا، وہ ایک الگ سوال ہے۔ وہ تو بڑے بڑے لوگوں کے کام بھی نہیں ہوتے ہیں۔ اور بعض وقت معمولی کام بھی نکل جاتے ہیں، وہ الگ بات ہے۔ تو اسکی چیز کی میں نے وضاحت کی۔ کہ ہمارے جو ساتھی جب جاتے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ آفیسر صاحبان سے، اب شاید یہ ہماری کامیاب تشكیل نہیں پائی ہے۔ یادوں نہیں پائی ہے۔ ذرا ہاتھ پاؤں اُنکے زیادہ مضبوط ہو گئی ہیں۔ یا کیا ہو گئے ہیں۔ with due respect واقعی یہ ایک آج نہیں اُس دن، پرسوں ہماری میٹنگ تھی، سب کی شکایت یہ آرہی تھی کہ with due respect کے تحت اور due protocol ہوتے ہیں، وہ نہیں ملتا ہے۔ جس مسئلے پر، پہلے تو مبارکباد میں نے دے دی تھی۔ یہ سیالاب کا حالیہ مسئلہ جو ہے۔ کل ثوب میں ایک انتہائی زیادہ طوفانی بارش ہوا ہے۔ جس میں دو عورتیں اور ایک بچہ تو کل فوت ہو گیا۔ پھر انکو ایم بولینس دے کر کے ڈیرہ اسماعیل خان روانہ کیا۔ تین لڑکے آج بہہ گئے۔ تو چھ افراد قریباً اس وقت جاں بحق ہوئے ہیں اور property losses وہ ڈپٹی کمشنر کو تو ہم نے کہہ دیا کہ As a Collector آپ انکی تحریک لگائیں۔ تاکہ صوبائی حکومت سے پھر ہم کہیں کہ اسکا یہ جو ہے ازالہ وہ کریں۔ لیکن جو جاں بحق ہوئے ہیں ان لوگوں کا تو آخر میں گورنمنٹ ایک ترتیب کے ساتھ وہ ایک compensation بھی دیگی۔ اور گورنمنٹ سے، چونکہ میں بھی گورنمنٹ کا حصہ ہوں۔ میں اپیل نہیں کروں گا، وہ عجب جیسا لگتا ہے کہ ہم خود اپنے آپ سے یہ اپیل کرتے ہیں۔ تو انکو وہ compensation

ملنا چاہیے۔ جو ایک وہ ہوتا ہے بھی۔ جوفوت ہو گیا وہ تو واپس نہیں آ سکتا ہے۔ لیکن کم از کم جو اسکے پچھے لو احقین بچتے ہیں، انکا تھوڑا اگزرا وقات استیمس ہوتا ہے، ایک۔ ایک جونقصانات ہوئے ہیں۔ یہ سب سے بڑی یہ ہے کہ ہمیشہ یہ reports بنتے ہیں جو flood damages ہوتے ہیں۔ اوّل تو اُسکی جو ہیں، وہ حقیقت پرمنی بننے، آ کر کے بننے چاہیے۔ within days۔ استیمس ہمیشہ سالوں سال لگ جاتے ہیں۔ اور ہوا یہ ہے کہ پچھلے سال جو نصیر آباد میں لوگ ڈوب گئے تھے۔ انکو پیسے نہیں ملے۔ ہمارے ایسے ایسے سرمایہ دار، جو میرے طرح سرمایہ دار ہیں انہوں نے بھی پیسے اپنے بچوں کے لیے لے لیتے۔ جو میرے طرح سرمایہ دار ہیں انکو بھی وہ کارڈ مل گیا۔ وہ system بھی ہم سے، میں سمجھتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب ادھر موجود نہیں ہیں۔ لیکن گورنمنٹ یہ ہے کہ وہ fool-proof system کو ہم کو approve ہو۔ استیمس دیکھیں کہ جیسے جس آفیسر نے تھوڑی زیادتی کی ہے یا غلط نام دیتے ہیں۔ یا غالط assessment کی ہے۔ یا کسی کا حق تلفی کی ہے۔ یا کسی کی ناجائز favour کی ہے۔ تو atleast جوڑ پڑی کمشنر اور اسکے team اسکے ساتھ ہوتی ہے۔ اُنکے خلاف فوری کارروائی ہونی چاہیے۔ نال کے عوام متاثر ہوں۔ ابھی انکے جو یہ damages ہوئے ہیں۔ یہ سال بھر رلتے رہیں گے۔ ایک بار reports بنیں، آئیں گے۔ بورڈ آف ریونیو میں آئیں گے۔ وہ اسکو واپس corrector کے لیے پھر بھیجن گے ادھر "کہ یہ غلط ہے"۔ پھر واپس آئیں گے پھر جائیں گے۔ پھر finally میں گے کس کو جس کے آدھر بورڈ آف ریونیو پاپا approach ہو۔ وہ غریب جس کا نقصان ہوا ہے، اُسکو maximum میں نے کہا کہ وہ توان جو ہے یا انکا جونقصان جو ہوا ہے، وہ پیچھے رہ جاتا ہے۔ کیونکہ وہ بے اثر و سُوخ ہوتا ہے۔ تو اسکی system کو بھی ہم نے approve کرنا ہے۔ اور جوڑوں میں disaster damages ہوئے ہیں۔ یہ ہماری جو یہ DMA P ہے یا بلوجستان کے جو یہ management کا جوڑ پارٹمنٹ ہے۔ اُن سے یہ request ہے بلکہ انکو ہم یہ کہتے ہیں کہ فوری طور پر جا کر کے پہنچیں اور ان نقصانات کا ازالہ کریں۔ اور فوری اُن لوگوں کو وہ relief دیں۔ چھ انسانی جانیں گئی ہیں۔ اُنکی طرف سے ابھی تک کوئی movement مجھے نظر نہیں آئی ہے۔ نہ رپورٹ ہوئی ہے۔ شاید گئے ہوں۔ لیکن میں انتظامیہ سے یہ intact report ہوں۔ لوگوں سے بھی ہوں۔ مجھے کوئی ایسی report نہیں ملی ہے۔ جو افسوسناک بات ہے۔ انکا کام۔ سارا سال وہ ایسے ہی بیٹھے رہتے ہیں۔ صرف وہ peak season یہ جو آپا ہے۔ مون سون میں جو پچھلے تین چار سال سے جونقصانات ہو رہے ہیں۔ اُنکی ڈیوٹی اُس وقت آتی ہیں۔ اگر اس وقت بھی انکو چاہیے تھا کہ کل شام یہ سب mobilize ہو کر کے روانہ ہو جاتے۔

بہر حال ابھی تک مجھے انتظامیہ سے کوئی رپورٹ اسکی نہیں آئی ہے کہ کوئی انکی طرف سے کوئی پہنچا ہے۔ انہوں نے کوئی assessment کی ہیں۔ کہ کیا damages ہوئے ہیں۔ انکا کام کیا ہے۔ اصل relief تو انہوں نے دینا ہے۔ ڈپٹی کمشنر تو موقع پر چلا جاتا ہے۔ لیکن اسکے ساتھ اپنے کوئی وسائل نہیں ہوتے ہیں کہ وہ جا کر کے ان لوگوں کا کوئی مدد کر لیں۔ یا ان لوگوں کا کوئی پرسان حال کریں۔ تو انکو بھی میں سمجھتا ہوں کہ جو انکا اس وقت پتہ نہیں کون ہیں، پہلے تو طاہر منیر صاحب تھے۔ اسکے وقت میں تھوڑا manage تھا۔ ابھی یہ I don't know who is the Head of it. ہے۔ یا انہوں نے جا کر کے وہاں دیکھا ہے کہ کیا نقصانات ہوئے ہیں۔ یا انہوں نے یہ دیکھا ہے کہ یہ ہماری jurisdiction میں آتی ہے۔ ہم نے انکے لیے کیا کرنا ہے۔ تو آپکی توسط سے جناب اسپیکر میرے اس august House سے بھی، اور گورنمنٹ سے بھی، تمام لوگوں سے یہ اپیل ہے کہ ان ناپرسان لوگوں کی، یا ان لوگوں کی جو damages جن جن لوگوں کی ہوئے ہیں انکافوری طور پر حال لیا جائے۔ اور انکی مدد کی جائے۔ thank you

جناب ڈپٹی اسپیکر: مہربانی۔ معز زمبر صاحب نے اپنا سنتو شصاحب جو ہمارے ایم پی اے ہیں۔ اسکے ساتھ افسروں کے رؤیے کی خلاف اُس نے احتجاج کیا۔ گورنمنٹ ملازموں کو چاہیے کہ وہ ہمارے معز زمبر ان کی respect کریں۔ کام ہوتے ہیں۔ اگر انکے جائز کام ہیں، ضرور کرنا چاہیے۔ اور انکی ضرور کرنی چاہیے۔ یہ چیزیں ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے ٹریشی پنچر، جو گورنمنٹ کے بخیز ہیں، مسلسل یہ دیکھا جا رہا ہے کہ وہ اپنے چھوٹے چھوٹے مسئلے کو سمبلی میں پیش کرتے ہیں۔ تو انکو چاہیے کہ وہ گورنمنٹ میں ہیں، اپنے مسئلے کو پہلے گورنمنٹ میں discuss کریں اگر انکی مسئلے گورنمنٹ میں disucss کرنے کے بعد یا انکی شناوی نہیں ہوتا ہے تو وہ kindly move کریں اسپیکر چیمبر میں۔ تو یہ دیکھیں کہ گورنمنٹ کے بندے مسلسل یہ کر رہے ہیں۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ پھر ہم اپنی گورنمنٹ کو خود کمزور کر رہے ہیں کہ یہ ہماری گورنمنٹ کچھ کام نہیں رہا ہے۔ تو اس چیز کو دیکھنا چاہیے کہ ہماری گورنمنٹ کام بھی کر رہا ہے۔ اگر اُسیں کی بیشی ہے پھر آپ یہاں پر لا سکتے ہیں۔ پہلے اپنے چیف ایگزیکٹو سے رجوع کر سکتے ہیں اور منسٹروں سے۔

حاجی گل محمد خان دو مر: point of order جناب اسپیکر۔ مجھے بات کرنے دے دیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اسکے فوراً آپ کی باری ہے۔

عبدالرحیم زیارتوال (صوبائی وزیر): جناب اسپیکر صاحب! صوبائی گورنمنٹ نے پہلے دن سے یہ فیصلہ کیا ہے کہ PDMA، اُسکو آج بھی میں نے کہا تھا اور میں جعفر خان یہ یقین دلاتا ہوں، ابھی یہاں سے نکلتے ہیں، پھر ٹیلفون کرتے ہیں اور immediate relief اُنکے لیے جو compensation کیلئے وہاں سے جن لوگوں کے وہ آتے ہیں۔ اور پہلے سے اعلان شدہ ہیں compensation بھی انشاء اللہ ہم دینگے انکو۔ اور ایک دو دن میں میں خود چلا جاتا ہوں۔ اور جو علاقے متاثر ہوئے ہیں، انکا ذورہ بھی کرتا ہوں جناب اسپیکر۔ تو گورنمنٹ کے طور پر اسیں کوئی وہ نہیں ہے۔ البتہ انتظامی طور پر D.C's کو کہا گیا ہے اور اسکے ماتحت جو بھی ہیں، ہم نے ای بلکشن ڈیپارٹمنٹ ہے۔ پی ایچ ای ہے جتنے بھی لوگ ہیں، جن جن ڈیپارٹمنٹس کے یا عوام کے جو نقصانات ہیں انکا صحیح تنخیلہ لگا کر یہاں آ جائیگا اور اسکے مطابق ہم اُنکی مدد کریں گے۔ دوسرا جناب اسپیکر جو یہاں کہا گیا وہ کہ آپ نے کس rule کے تحت یہ اجازت دی ہے۔ تو ہماری rules کی شک ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی 226 ہے۔

جناب عبدالرحیم زیارتوال (صوبائی وزیر): 226۔ اسکے تحت آپ کو یہ اختیار حاصل ہے۔ اردو میں میں آپ کے سامنے پڑھ لیتا ہوں۔ اسمبلی اور اسکی مجالس کی کارروائی کے سلسلے میں کوئی ایسا مسئلہ پیدا ہو جائے جس کے متعلق قواعد ہذا میں کوئی اختمام موجود نہ ہو۔ تو فیصلہ اسپیکر کریگا۔ اور اسکا فیصلہ تھی ہو گا۔ تو 226 جو شق ہے، وہ آپ کو یہ اختیار دیتا ہے۔ اور آپ نے ٹھیک طریقے سے اسکو handle کیا ہے۔ مہربانی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: وہ ویسے بھی سرکاری کام ہے، مکمل ہو گی۔ جی دو مرڑ صاحب۔

حاج گل محمد خان دو مرڑ: ڈپٹی اسپیکر صاحب! پچھلے میں نے وہاں زیارت ریزیڈنسی میں جو بم دھماکوں سے اُسکو اڑایا گیا تھا نامعلوم افراد نے۔ وہ تو خیر وہاں سے فرار ہو کر آسانی سے چلے گئے۔ لیکن وہاں چار چوکیدار ہیں جو آج تک وہ جیل میں پڑے ہیں، اُنکا کیا گناہ ہیں؟۔ جو بندے وہاں سے فرار ہوئے تھے انکو تو گرفتار ہی نہیں کیا ہیں۔ جن لوگوں نے وہاں ایک پولیس سپاہی تھا انکو بھی گولی ماری۔ اور وہ غریب شہید ہو گیا۔ اور ہمارے جو منستر صاحب ہیں یہ rules کے۔ یہ تو ابھی وہ لکھ لیں۔ حالانکہ یہ تو یہاں چیف منستر صاحب کے اختیارات ہیں۔ اُنکے پاس تو ابھی تک کوئی محکمہ ہی نہیں ہیں۔ یہ بے محکمہ یہاں بیٹھے ہیں۔ پہلے بھی یہ پھر دوسرے

وزیر اعلیٰ صاحب کے اختیارات بھی سنبھال لیں۔ پھر وہاں سی ایم ہاؤس میں وہاں بیٹھ جائیں۔ انکے پاس کوئی اختیارات نہیں ہیں۔ Bill جو بھی آتا ہے، وہ اگر انکا اپنا حکمہ اگر ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: وہ اس پربات ہو گئی ہے۔ اسیں سرکاری وہ ہے۔ آپ اپنا اسمیں یہ کریں۔
 حاجی گل محمد خان دوڑڑ: لیکن دوسرا میں یہ بات کرنا چاہتا تھا کہ یہاں جو آ کرپی ٹی وی والے جو ہیں، وہ مکمل coverage نہیں کرتے ہیں۔ وہ یہاں سے شروع کر دیتے ہیں، کر دیتے ہیں۔ تو جب یہاں ہمارے تک آ جاتے ہیں، میرے خیال میں یہ سفید داڑھی والے میرے خیال میں ٹی وی میں انکو باجھنے نہیں لگتے ہیں۔ تو یہ انکو ذرا حکم دیں کہ صحیح طریقے سے آپ coverage کیا کریں۔ یہ کیا کرتے ہیں آپ لوگ؟۔
 جب بھی ہم کوئی اسمبلی کے کارروائی میں حصہ لیتے ہیں، تو یہ coverage کرتے ہیں۔

سردار محمد اسلم بزنجو: اسپیکر صاحب point of order

جناب ڈپٹی اسپیکر: بس مہربانی۔ جی سردار صاحب۔

سردار محمد اسلم بزنجو: شکریہ اسپیکر صاحب۔ سب سے پہلے میں اپنے بھائیوں کو نواززادہ طارق مگسی، پنس علی بلوج، حاجی محمد خان صاحب کو اپنی طرف سے اور اپنی پارٹی (نیشنل پارٹی) کی طرف سے، صوبائی اسمبلی کا ممبر منتخب ہونے پر اپنی دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ دوسری بات میں اسکی وضاحت کرنا ضروری ہے۔ ہمارے جو بھائی سنتوش نے جو احتجاج کیا۔ ہمارا جو S.C.A. صاحب کا نام لیا (اسلم شاکر صاحب کا)۔ وہ کل نہیں پرسوں سے اسلام آباد میں ہیں۔ وہ کل office میں تھا ہی نہیں۔ اور میں نہیں سمجھتا ہوں کہ اُس نے ملاقات نہیں کی ہے۔ وہ جبکہ پرسوں سے ادھرنہیں ہیں۔ اسلام آباد مینگ کے سلسلے میں گیا ہے۔ وہ ادھر تھا ہی نہیں۔ پتہ نہیں سنتوش صاحب کو میرے خیال میں وہ A.P. نے یا کسی نے غلط فہمی میں ڈالا ہے ”کہ اُس نے ملاقات نہیں کی ہے“۔ ابھی سنتوش بھائی نہیں ہیں۔ لس یہ میں ضروری سمجھتا ہوں کہ وہ ہمارا S.C.A. صاحب پرسوں سے ادھرنہیں ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی مہربانی۔ ایک منٹ پنس صاحب کو تھوڑا بولنے کی اجازت دے دیں۔ آپکے نئے ممبر ہیں۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزی: دے دیتے ہیں۔ پہلے ہم اسکو welcome کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اُسکے بعد آپ welcome بھی کر لیں۔ مسئلہ نہیں ہے۔ جی ڈاکٹر حامد صاحب۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی: بات یہ ہے کہ ہم مگری صاحب ہیں، پرانس صاحب ہیں، لہڑی صاحب ہیں۔ انکو خوش آمدید کہتے ہیں۔ حکومت کو سمجھنا اور حکومت کرنا یہ دو مختلف چیزیں ہیں۔ جناب اسپیکر! دُنیا جہاں کے قوانین میں، آئین میں اگر ایک بھی minister ہو۔ وہ تمام حکومت کی نمائندگی کر سکتا ہے۔ خواہ وہ federal level پر ہو۔ خواہ وہ provincial level پر ہو۔ کبھی نہیں ہوا ہے جناب والا! کہ ایک ہی minister وہ اُس محکمے کیلئے ذمہ دار ہے۔ وزیر اعلیٰ سب کیلئے ذمہ دار ہیں۔ اگر minister ہوتا ہے یا نہیں ہوتا ہے۔ جب Government Chief Minister نہیں ہوتے ہیں۔ پھر اگر ایک بھی minister حاضر ہو، وہ تمام

کی نمائندگی کرتی ہے۔ وہ اس بناء پر کہ House میں کورم پورا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اُسکا اجازت نامہ ہوتا ہے۔ چاہے اسپیکر ہو چاہے C.M ہو۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی: اور اُسکا House بھی یہی مجاز ہے کہ انکو یہ اختیارات دے دیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: یہ ہو گیا تاں، یہ final ہو گیا ہے۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی: دوسری بات یہ ہے آپکی رونگ میں نے نہیں سنی۔ یہ اپنے گمار صاحب کے ساتھ جو کچھ ہوا ہے۔ یہ ہر ممبر کے ساتھ ہو سکتا ہے۔ یہ ہمارے bureaucrate bھائی ہیں۔ ہم اُنکے پاس حاضر ہوتے ہیں۔ ہمارا فرض بتتا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ہم نے انکو کہا ہے کہ جائز جو بھی ہمارے معزز ممبران ہیں۔ اُنکے جائز کام جو بھی ہیں وہ کریں۔ اور respect لازمی دے دیں، ہمارے جتنے بھی government ملازم ہیں۔ بس اس پر اور تو میرے خیال میں کوئی ۔۔۔۔۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی: very nice.

جناب ڈپٹی اسپیکر: مہربانی۔ جی پرانس صاحب۔

پرانس احمد علی: آج ختمی انتخابات کے بعد جو حلف برداری ہوئی ہے، ہماری۔ اسکے بعد میں سمجھتا ہوں کہ بلوچستان اسمبلی ایک مکمل طور پر مکمل ہو گئی۔ اور یقیناً میں سمجھتا ہوں اس صوبے پر ہم تمام منتخب ارکین کی، ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ اور جمہوریت کی خوبصورتی یہ ہے کہ یہ ایک شاندار چارستون پر مشتمل ہے۔ جسمیں سب سے اول جو متفہنہ ہے۔ جو ہم اسمبلی میں بیٹھے ہیں۔ Legislators-Legislations لاتے ہیں۔ اور یہ یقیناً میں سمجھتا ہوں کہ ہم سب کی ایک اہم ذمہ داری ہے، قانون سازی کرنا۔ اسکے ساتھ جو executive ہے یا حکومت ہے، اُنکی بھی بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ اور 11 مئی کے Election کے

بعد مسلم لیگ کی قیادت جس طرح مرکز میں قائم ہوئی ہے۔ اور یہ حکومت بہت focused ہے۔ بلوچستان کے معاملے میں۔ اور بڑی سنبھلیگی سے چاہتی ہے کہ بلوچستان کے معاملات بہتر طور پر حل ہوں۔ اچھی طرح سے حل ہوں۔ اور ہم سب کی یقیناً یہی دعا ہے کہ بلوچستان، جس طرح کہ کچھ دن پہلے یہ کہا گیا کہ ایک چنگاری ہے جو اٹھی تھی۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو چنگاری اٹھی تھی۔ اور اسکے بعد اس چنگاری نے جتنی بھی آگ لگائی ہے۔ ہم سب ملکر خلوص بیت سے اللہ تعالیٰ پر توکل کر کے اگر ہم کوشش کریں کہ ہم سب اس آگ کو نجھائیں۔ تو اسی میں کوئی شک کی گناہ نہیں کہ آگ ضرور نجھے گی۔ اور اس آگ کو مزید جوانہ حصہ دیا جا رہا ہے۔ کچھ قریب سے کچھ دُور سے۔ اُس ایندھن کی supply کو بھی ہم روکھیں۔ انشاء اللہ اگر ہم جتنے بھی stack olders ہیں۔ مسلم لیگ (ن)، ڈاکٹر صاحب کی قیادت میں۔ اور ساتھ ساتھ پختونخوا بھی اسیں شامل ہیں۔ اور ہم سب جتنے بھی اور Stackholders شامل ہیں، ملکر کوشش کریں۔ میں نہیں سمجھتا کہ اسیں کوئی شک و شہبہ کی گناہ ہوگی۔ کہ اگر ہماری نیتوں میں خلوص ہوگا تو بلوچستان کا یہ مسئلہ انشاء اللہ ضرور حل ہوگا۔ شکریہ۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے)۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی مہربانی۔ حمل صاحب! حمل صاحب میرے خیال میں point of order پر ہیں۔

میر حمل کلمتی: شکریہ جناب اسپیکر۔ جناب اسپیکر! جیسا کہ ہم تمام معزز اراکین اسمبلی کو معلوم ہے کہ بلوچستان کے حالات سے متعلق۔ کہ حالات کتنے خرابی کی طرف جا رہے ہیں۔ خاص کر خضدار عرصہ دراز سے بد منی کا شکار ہے۔ خضدار سے ہزاروں لوگ بھرت کر چکے ہیں۔ لیکن حالیہ دنوں میں میرے پارٹی کے قائد سردار اختر جان مینگل کے علاقے وڈھ کا محاصرہ کیا گیا ہے۔ پچھلے دو مہینے سے۔ جناب اسپیکر صاحب! آپ یہاں سنئیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی، جی۔

میر حمل کلمتی: پچھلے دو مہینے سے وہاں پر راشن کی سپلائی بند ہے۔ کسی کو بخار ہو جائے، دوائی تک نہیں ملتی۔ اور نمک کا ایک تھیلہ 130 روپے کا بھی نہیں ملتا۔ تمام transport public bnd ہیں۔ جبکہ وزیر اعلیٰ بلوچستان اپنی آخری اسمبلی speech میں خود کہہ چکے ہیں کہ بلوچستان میں بہت سارے ڈسٹرکٹس no-go area بن چکے ہیں۔ جناب اسپیکر! آخر جو کچھ بھی ہو رہا ہے، کوئی تو کر رہا ہے؟۔ لیکن خضدار میں جو کچھ بھی ہو رہا ہے۔ جو بھی کر رہا ہے؟ اگر وہاں کوئی ذاتی گاڑی پر راشن لیجانے کی کوشش کرتا ہے۔ تو اسے راستے میں

روک کر بے عزت کیا جاتا ہے۔ اور اُسکی راشن بھی زبردستی اُس سے چھین لیئے جاتے ہیں۔ اور ان تمام کارروائی میں وہاں کے Deputy Commissioner کی نگرانی میں ہو رہے ہیں۔ لہذا میں، آپ سے اس اسمبلی کے floor پر مطالبہ کرتا ہوں کہ اس کا فوری طور پر نوٹس لیا جائے۔ اور اس مسئلے کو حل کیا جائے۔ کیونکہ وہاں کے لوگ آب راشن کیلئے بھی محتاج ہو گئے ہیں۔ اور میں ساتھ ہی تینوں نو منتخب اراکین، جنہوں نے آج حلف لیئے ہیں۔ انکو مبارکباد کہتا ہوں۔ شکریہ جناب اسپیکر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی مہربانی۔ جی سردار صاحب!

سردار عبدالرحمن کھیڑکان: شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ گزارش ہے کہ پہلے تو میں مبارکباد، پنس علی، محمد خان اور نوابزادہ طارق کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ما میابی دی۔ اور ہمارے ساتھ اس ایوان میں شامل ہوئے۔ آپ سے گزارش یہ ہے کہ ابھی تو، وہ میرا خیال ہے، آپ کی قرار دھی باقی ہے۔ شاہوں ایوان صاحب ہیں، منظور کا کڑ ہیں، رحمت صاحب ہیں۔ جور و قرار دادیں ہیں۔ اُسکے بعد جو اہم Topic ہے ایجنسی کے آٹھ نمبر پر۔ مکملہ صحت، صوبے میں تعلیم کی زبول حاصلی۔ اور تیسرا سرکاری ملازم کی عدم حاضری کی رہنمای کی حوصلہ شکنی پر بحث۔ تو گزارش یہ ہے کہ آج اسمبلی کا سیشن wind-up ہو رہا ہے۔ تو کیا آپ سمجھتے ہیں کہ یہ دو گھنٹے میں یہ جو خاص کر صحت اور تعلیم ہیں۔ ان میں بہت سارے تباویز ہیں۔ بہت ساری چیزیں ہیں جو discuss ہو گئی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اگر تقریر کے علاوہ point to point اگر بات کریں، میرے خیال میں complete ہو سکتے ہیں۔

سردار عبدالرحمن کھیڑکان: میں یہی گزارش کر رہا ہوں کہ اسمیں تھوڑی سی راہنمائی فرمائیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی مہربانی۔

سردار عبدالرحمن کھیڑکان: کہ صحت اور تعلیم کیلئے آپ کتنے Time دے رہے ہیں۔ اگر دو گھنٹے دے رہے ہیں تو کیا دو گھنٹے میں ہم اسکو sum-up کر سکیں گے؟ یا پھر اسمبلی کے session آپ بڑھا رہے ہیں؟ یا پھر next اسکو deffer کریں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اگر complete نہیں ہوا تو next میں کر لیں گے۔ مسئلہ نہیں ہے۔

سردار عبدالرحمن کھیڑکان: کتنے تک آج کا سیشن کتنے تک چلائیں گے آپ؟

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ لوگوں کی مرضی ہے۔ جب تک آپ لوگ جاگ رہے ہیں۔ ہم چلا لیں گے اسمبلی۔

میرے خیال میں کارروائی کو آگے بڑھادیں۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان: آپ دیکھ لیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اچھا! آگے ابھی یہ کرتے ہیں کہ قرارداد ہیں، قرارداد کے بعد۔ بی بی! آپ بیٹھ جائیں۔ یہ قرارداد فضایت ہیں۔ اُسکے بعد آپ بات کر سکتے ہو۔ ایک دو قرارداد ہیں، اُنکو فضایت یں۔ نواب محمد خان شاہ ہوائی، صوبائی وزیر۔ جناب منظور احمد کا کثر اور جناب رحمت علی بلوچ، ارکان صوبائی اسمبلی میں سے کوئی ایک محرك اپنی مشترکہ قرارداد نمبر-3 پیش کریں۔

نواب محمد خان شاہ ہوائی (صوبائی وزیر): شکریہ اپیکر صاحب! ہرگاہ بلوچستان کی نیشنل ہائی ویز پر، ایف سی، پولیس اور کشمیر نے درجنوں مقامات پر اسپیڈ بریکر زبانار کئے ہیں۔ جونہ صرف ہائی ویز کے قوانین کی خلاف ورزی ہے۔ بلکہ ان غیر قانونی اسپیڈ بریکر ز کی وجہ سے حادثات رونما ہوتے ہیں۔ اور گاڑیوں میں توڑ پھوڑ ہو جاتی ہیں۔ اگر کئی گاڑیوں کی چینگ مقصود ہو تو وہاں قوانین کے مطابق صرف ڈوران چینگ رُکاؤٹیں کھڑی کیجائیں۔ نیز کوئی نہ تاکراچی۔ کوئی نہ، جیکب آباد۔ کوئی نہ، تفتان۔ کوئی نہ، رکھنی۔ کوئی نہ دانہ سرروڑ کے اسپیڈ بریکر ز کو فوری طور پر ختم کیا جائے۔ تاکہ دوران سفر ٹریک کی روائی برقرار رکھی جائے۔ اور کوئی ناخشونگوار واقعہ رونما نہ ہو۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: مشترکہ قرارداد نمبر-3 پیش ہوئی۔ محکین اپنی مشترکہ قرارداد نمبر-3 کی موزویت کی وضاحت فرمائیں گے؟۔ محکین بولیں گے۔ نواب صاحب آپ بولیں۔

نواب محمد خان شاہ ہوائی (صوبائی وزیر): شکریہ اپیکر صاحب۔ جس مسئلے پر نشاندہی کرائی گئی ہے۔ اس سے تو ہم سب لوگ واقف ہیں۔ چونکہ ہم سب ان راستوں سے، ان شاہراہوں سے، ان Hiwgways سے سفر کرتے رہتے ہیں۔ سب سے جواہم بات ہے اسیں۔ جو اس علاقوں کے Local لوگ ہیں، وہ تو تھوڑا بہت ان Speed Breakers سے یا جہاں جہاں ہیں، ان سے تھوڑا بہت واقف ہیں۔ لیکن اکثر جو ان علاقوں میں ہمارے نئے لوگ آتے ہیں۔ نئے ڈرائیورز، نئے لوگ ذاتی گاڑیوں میں، فیملیوں کے ساتھ۔ کسی موڑ میں، کسی اچانک جگہ پر۔ جہاں پر نہ کوئی ایسا اسٹیکر ہے جو دوسرے نظر آئے چمکتا۔ نہ کوئی ایسا اشارہ ہے جس سے کہ پتہ چلے آگے کوئی ایسا Speed Breaker ہے۔ اور بالخصوص جب ان Speed Breakers سے کوئی ناواقف شخص اچانک گزر جاتا ہے، معلوم نہ ہونے کی وجہ سے، تو پھر اکثر بہت سے ایسے واقعات ہوئے ہیں۔ جنکو F.C Police، باخصوص انکو بہت زد کوب بھی کرتے ہیں۔ اور بہت عجیب انداز میں ”کشم جان بوجھ کر گز رگئے ہو“۔ یا کوئی ایسا واقعات۔ اور اکثر ان گاڑیوں کے بہت بڑے بڑے Speed breaker

ہوتے ہیں کہ ان سے یہ گاڑیاں ٹکر اکثر اوقات اُنکے نیچے سے کوئی توڑ پھوڑ اور انکو کافی جھکا لگتا ہے۔ کافی نیچے گاڑی کے اندر جو ہوتے ہیں۔ وہ کافی اوقات میں زخمی بھی ہوئے ہیں۔ تو ہذا Highways پر جو Checking کا طریقہ ہونا چاہیے وہ اس طرح ہونا چاہیے کہ اُس پر جیسے ہمارے یہاں رکاوٹیں کھڑی کیجاتی ہیں۔ اور رکاوٹیں بھی ایسی جگہوں پر، جہاں سے ذرا دُور سے رات کو بالخصوص کہ کوئی ایسی چمکدار اسٹینکر، کوئی ایسی نشان، کوئی ایسی Lights سرخ، ایسا کوئی اُنکی پہچان کیلئے ہونا چاہیے۔ تاکہ کوئی بھی نیا آنسو والا کوئی اپنی گاڑی میں وہ پہلے سے اسکو دیکھ کر اپنی گاڑی کی Speed کو control کر سکیں۔ چونکہ Highway پر اکثر لوگ تیز سفر کرتے ہیں۔ تو اس تیز سفر کرنے والے لوگ اپنے کنک اتنے نزدیک سے جب اُنکو Speed Breaker نظر آ جائیں، تو اُسوقت گاڑی کو روکھنا یا تو حادثے کا شکار ہو جاتے ہیں یا تو پھر خود انکو نقصان ہوتا ہے یا پھر اُنکے گاڑی کو نقصان ہوتا ہے۔

جناب عبدالجید خان اچکزی: جناب اسٹینکر! اسی میں یہ ہمارے کوئی، چمن شاہراہ کا ذکر نہیں ہوا ہے۔ ہمارے کوئی، چمن شاہراہ والا حصہ جو کوئی سے وسطی ایشیاء کے بارڈر تک جاتا ہے۔ یہاں پر جتنے بھی Speed breaker ہیں۔ یہ F.C, Levies, Police والے لوٹ مار کیلئے انہوں نے بنائے ہوئے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسٹینکر: میرے خیال میں M.C. صاحب نے اس بات پر وہ کہا ہے ”کہ سارے چیف پوسٹوں کو ہم نے وہ ختم کر دیے ہیں۔“

جناب عبدالجید خان اچکزی: نہیں C.M. صاحب نے Floor پر دو دفعہ یہ بات کہی ہے۔ ابھی تک نہ Speed breaker انہوں نے توڑے ہیں نہ چیک پوسٹ انہوں نے اٹھائے ہیں۔ یہ F.C اوور Police کے علاوہ Private checkpost ہے۔ لوگ اپنی پر چیاں دیتے ہیں، اُس سے گزرتے ہیں۔ اور وہی پر چیاں F.C اوور Police والے بھی check کرتے ہیں۔ Floor پر کہہ دینا دوسری بات ہے۔ عملی طور پر اسکو دیکھنا دوسری بات ہے۔

جناب ڈپٹی اسٹینکر: C.M صاحب قائدیوں ہوتے ہیں انہوں نے کہہ دیا۔

جناب عبدالجید خان اچکزی: National Highway پر Levies کا کیا کام ہے کہ وہ Speed breaker بنایا گی؟ F.C کا کیا کام ہے؟ کوئی کام ہی نہیں ہے۔ گاڑی کو روکتے ہیں۔ مسافروں کو لوٹنے ہیں۔ بھی کہتے ہیں کہ ایران سے آئے ہیں۔ بغیر شناختی کارڈ کے۔ ہر چیک پوسٹ پر۔ ایک بندہ یہاں سے آتا ہے۔ بارڈر سے کوئی تک۔ دس، دس ہزار روپے، بیس، بیس ہزار روپے لیتے

بیں۔ سارے لوکل Levies والے، F.C والے، یہ لوٹ مار بنایا ہوا ہے۔ اور روڈ کے ساتھ Private چیک پوسٹوں پر لوگوں کو لوٹا جا رہا ہے۔ گاڑیاں چینی جاتی ہیں۔ یہ انہوں نے جو Speed breaker بنائے ہوئے ہیں۔ یہ اس مقصد کیلئے بنار کئے ہیں۔ تو M.C. یا آپ اپنی ruling دے دیں کہ انکو ہٹا دیں۔ M.C. نے پہلے بھی یہ بات کہی ہے۔ Thank you

جناب ڈپٹی اسپیکر: زیارت وال صاحب! آپ اس پر بات کریں گے؟ کیونکہ وہ M.C. صاحب نے اس پر وہ، وہ قائد ایوان ہیں۔ اُس نے اس بات کا وہ کیا ہے۔ جی۔

سردار عبدالرحمن کھمیران: اسپیکر! میں ذرا آپ کے معلومات کیلئے۔ (مداخلت۔ شور)۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: وہ ایک مخصوص اُسکے لیے، چمن اور اُسکا تھا میرے خیال میں۔ اُسی میں قائد ایوان صاحب نے اس پر order بھی دیے تھے کہ ختم کریں گے۔

سردار عبدالرحمن کھمیران: اسپیکر صاحب! ہم اس قرارداد کی حمایت کرتے ہیں۔ اسکا بالکل آسان حل ہے اس پر بحث کی ضرورت ہی نہیں ہے یہ through out بلوچستان جہاں جہاں پر قومی شاہراہیں ہیں اُس پر ہر جگہ اسپیڈ بریکر ہیں۔ مثال کے طور پر اس پر ذکر ہے کہ آپ یہاں کوئی سے روانہ ہوں اور پنجاب کے بارڈر بیوائٹ تک بارکھان یہ رکھنی اور الائی قلعہ سیف اللہ یہ ہر جگہ اسپیڈ بریکر ز بنے ہوئے ہیں۔ کہیں پر تو یورپی بیٹھی ہوئی ہے تو کہیں پر ایفسی بیٹھی ہوئی ہے کہیں پر پولیس بیٹھی ہوئی ہے۔ ایفسی کا تو ہم نہیں کہہ سکتے ہیں ایفسی اگر آپ کے کہنے میں آتی ہے اور صوبائی حکومت کے ماتحت ثبت ہے تو پھر وہ تو چیک پوسٹیں بھی یا پیریز زیا جو بھی اُسکے ہیں یہ بنائے ہوئے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: M.C. صاحب نے کہہ دیے ہیں کہ جتنے ادارے ہیں وہ میرے control میں ہیں۔

سردار عبدالرحمن کھمیران: میری suggestion یہ ہے کہ مشترکہ قرارداد جو ہم سب ساتھی اُسی میں متاثر ہو رہے ہیں ہائی وے کے سلسلے میں اور جیسے نواب شاہوائی صاحب نے فرمایا ہے کہ جب نیا آدمی آتا ہے اور اسی پر فائزگ بھی ہوئی ہیں اور وہ روک تو نہیں سکتے ہیں۔ تو گاڑی اسپیڈ سے گزرتی ہے اور پیچھے سے ایفسی فائزگ کر دیتی ہیں۔ تو اُسیں آسان ساحل ہے اسکا کہ ہر ڈسٹرکٹ کے متعلقہ ڈپٹی کمشنز اور ڈی پی او کو اگر یہ قرارداد یہاں سے منظور ہو کر کے قائد ایوان کے پاس چلی جاتی ہے اور اُسکا ایک حکمنامہ چلا جاتا ہے پورے ڈپٹی کمشنز کو اور ڈی پی او زکوٰۃ کے ساتھ کہ within three days یہ تمام one week یا remove کیجئے جائیں۔ میرا خیال ہے یہ انکے لیے کوئی مسئلہ نہیں

ہیں۔ متعلقہ ڈپٹی کمشنر جو XEN کا یا NHA کا یا B&R ہے اُن حکم دے کر میرے خیال میں یہ دو تین دن کا کھیل ہے یہ آسمیں سارے clear ہو سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان: بشرطیکہ ایف سی والے جو اسپیڈ بریکر ز ہیں۔ اور جیسے کہ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ پرچی ما فیا اور وہ پھر ایف سی کا سلسلہ ہے وہ کس حد تک آپ لوگوں کی، ہم تو اپوزیشن والے ہیں ٹریئری پیش کے ایف سی کتنی ماتحت ہیں وہ آپ بت سکتے ہیں۔ آسمیں میری suggestion یہ ہے کہ جہاں پر ایف سی کا عمل دخل نہیں ہے ڈپٹی کمشنر اور ایس پی آپ کے پابند ہیں حکم کے کوہ جو ہے ناں within three days وہ متعلقہ محکموں کو حکم دیں کہ وہ انکو صاف کر سکیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی مہربانی۔ نواب ایاز جو گیزی صاحب۔

نواب محمد ایاز خان جو گیزی: شکریہ جناب اسپیکر! یہ جو قرارداد پیش ہوئی ہے آسمیں تھوڑا میں آپ کی معلومات کیلئے کیونکہ میں چھ سال سینٹ میں کیوں نکلیں کمیٹی کا ممبر رہ چکا ہوں۔ اسپیڈ بریکر ز ہوتے ہیں پوری دنیا میں ہیں۔ لیکن یہاں پر اسپیڈ بریکر ز نہیں کار بروکر ز بنائے ہوئے ہیں۔ یعنی اسپیڈ بریکر کی بھی ایک طریقہ ہوتا ہے۔ بالکل عام طریقے سے اور اُس پر black and yellow colour zebra-crossing کی طرح وہ پٹیاں بنائی ہوتی ہیں تاکہ رات کے وقت جب آپ آئیں اور اُس پر جب light ٹو آپ گاڑی کو control کریں۔ اور اگر اُس پر وہ sign-board نہیں ہو یا اُس پر وہ colour نہیں کیا ہو یا اُسکو بے طریقے سے دیوار کی طرح بنایا ہو اُس پر ایسے ایکسپیڈر نہیں ہوئے ہیں کہ پوری کی پوری آسمیں چلی جاتی ہیں۔ اور بد قسمتی سے ہمارے شاہراہوں پر یہاں sign-boards sign-boards لوگ چھوڑتے نہیں ہیں۔ اگر کہیں پر sign-board ہے تو کہیں پر پہل ہے تو اُس پر گل کا نشان ہونا چاہیے اگر کہیں breaker ہے تو وہاں پر breaker کا نشان ہونا چاہیے۔ لیکن یہاں پر ہمارے sign boards پر روڈوں پر NHA والے ہیں اللہ اکبر اُس پر لکھ دیتے ہیں۔ کہیں سُجَان اللہ لکھ دیتے ہیں کہیں پر الحمد للہ لکھ دیتے ہیں۔ جہاں پر اسپیڈ بریکر اور sign-boards کی یعنی sign کی نشان ہونی چاہیے وہاں پر وہ sign نہیں ہیں۔ نہ ہمارے ڈرائیورز۔ یعنی ڈرائیورز ہمارے، یعنی میں نے اپنی، میں نے تقریباً 30 سال سے گاڑی چلا رہا ہوں لائننس میں نے ابھی بنایا ہے۔ پورے آپکے صوبے میں کسی کے پاس لائننس نہیں ہیں۔ یعنی 80% لوگوں کے پاس ڈرائیورگ لائننس نہیں ہیں۔ اور باقاعدہ گاڑیوں کی fitness کا۔ ایک علیحدہ ڈیپارٹمنٹ ہے جو

اُسکے fitness check کریگا۔ اُسکے break lights check indicators اور اُسکے accidents کرنے کے لئے ہوئے ہیں ہمارے علاقوں میں کہ ٹریکٹر کی ٹرالی جاری ہے اُسکے پیچھے کوئی چمک پڑتی reflect نہیں ہوتی ہے۔ پیچھے سے ہی گاڑی اُسمیں لگ جاتی ہے اور پورا خاندان تباہ ہو جاتے ہیں۔ تو اُسمیں ذرا سختی سے عملدرآمد ہونا چاہیے NHA والوں سے بات ہونی چاہیے B&R والوں سے بات ہونی چاہیے۔ کہ وہاں sign-boards لگائے جائیں۔ اور sign-boards پر اگر کوئی پل ہے یا موڑ ہے یا اسپیڈ بریکر ہے اُسکے sign ہونے چاہیے۔ اور جو اسپیڈ بریکر کا طریقہ انہوں نے بنایا ہے وہ اسپیڈ بریکر کا ایک طریقہ ہوتا ہے۔ وہ بنائے جاتے ہیں ایسے علاقوں میں جہاں پر اسکو لزوم ہوتے ہیں بچے گزرتے ہیں اور وہ تو وہ سارا طریقہ HA والوں کے پاس ہیں۔ اگر انکو بلائیں اور اُس پر سختی سے وہ ان چیزوں پر عمل کریں accidents جو ہیں، وہ ختم ہو جائیں گے۔ اور جیسے کہ عبدالجید خان نے فرمایا کہ کچھ علاقوں میں چوری کیلئے اسپیڈ بریکر زبانے جاتے ہیں۔ وہاں پر بچے چڑھتے ہیں ٹرکوں پر۔ اور راستے میں رات کے وقت مال اُسمیں سے گراتے ہیں، پھر آگے جا کر کے کسی اور اسپیڈ بریکر پر واپس اُتر جاتے ہیں۔ تو یہ تمام اسپیڈ بریکر زکو ختم ہو جانے چاہیے۔ بڑی مہربانی۔

حاج گل محمد دو مرد: اُسمیں جیسے نواب صاحب نے کہا کہ sign-boards ہونے چاہیے میں اسکے تمام باتوں سے اتفاق کرتا ہوں۔ ابھی بوسٹان میں جہاں پر اسپیڈ بریکر ز تھیں اُسکی وجہ سے تین accidents ہوئے ہیں۔ ایک آدمی اُسمیں فوت ہو چکا ہے۔ اور الائی سے ڈی جی خان تک جائیں گے وہاں پر ہر دو دو کلومیٹر پر وہاں اسپیڈ بریکر ز بنائے گئے ہیں حالانکہ وہاں کوئی ضرورت ہی نہیں ہے۔ لیکن الیف سی والے پولیس والے سب نے وہاں اسپیڈ بریکر ز بنائے ہیں۔ تو یہ قانون کی خلاف ورزی ہے۔ ہائے وے پرانکو ختم ہونا چاہیے۔ ہم مکمل قرارداد کو support کرتے ہیں۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزی: جناب اسپیکر! کچھ ترمیم کے ساتھ، اسپیڈ بریکر ز جس کی بھی ہو اُسکے ساتھ ساتھ ہائی ویز کو محفوظ بنایا جائے سیکیورٹی مہیا کی جائے۔ یہاں پر کوئی بھی ہماری شاہراہ خواہ وہ مستونگ منگر ہو۔ خواہ وہ کوئی سبی روڈ ہو۔ جیکب آباد کی طرف۔ یا سید حمید چہن تک ہو یا یہ رکھنی والا ہو اس پر میرے خیال میں سینکڑوں جانیں ضائع ہوئی ہیں۔ اُسکے املاک جلانے گئے ہیں لوٹے گئے ہیں۔ یہاں تک کہ منگر اور اُس ایریا میں جو چیز، یا بھی کچھ کم ہوئے ہیں ہر چیز آپکو بازار سے آدھے قیمت میں گے سریا چاہیے سینٹ چاہیے آٹا چاہیے جو کچھ بھی ہے۔ سب سے بڑا ہم چیز، ان چیزوں کیلئے اسپیڈ بریکر ز بنائے جاتے ہیں۔ انکا نوٹس لیا

جائے ترمیم کے ساتھ کہ اسکی حفاظت کی جائے۔ دوسرا جناب والا! نیشنل ہائی ویز ہوں، یہ جو معزز ممبر عبدالجید خان صاحب نے ذکر کیا، یہ تو انٹرنیشنل ہائی وے ہے۔ یہ ریاست کی پر اپرٹی ہے۔ ابھی ریاستی پر اپرٹی ہوتے ہوئے میرا بھی جی چاہتا ہے کہ اُس پر اسپیڈ بریکر بنا ہوا ہوانی مقصد کیلئے لیویز والے کی بھی خواہش ہے۔ ہر ایک کو اسپیڈ بریکر بنا نہیں آتا ہے۔ جس طرح نواب صاحب نے ذکر کیا کہ وہ ٹینکل کام ہے۔ صرف ریاست اور ریاست ہی کو یہ اختیار ہے کہ وہ منظوری کے ساتھ خواہ وہ انٹرنیشنل ہائی وے ہو یا نیشنل ہائی وے ہو اُس پر اسپیڈ بریکر بنائیں۔ دوسرا جناب والا دنیا جہاں میں یہ ہوتا ہے کہ جب کدھر کوئی ویکل چل رہی ہوتی ہے بالکل وابائیکل ہو، بلکہ میرا تو یہ request یہ ہے کہ یہ اسمبلی یہ قانون سازی کرے کہ ہمارے ہائی ویز پر یہ یا تو white and black strips گانے جائیں۔ یا پھر وہ cats-eyes گانی جائیں۔ تاکہ ڈرائیوروں کو دور سے پتہ چلے کہ کوئی خطرے کی گھنٹی ہے۔ ہم یہاں تک بے احتیاط ہیں کہ ادھروہ کھدائی ہو رہی ہوتی ہے اور اُس سے دوف کے فاصلے پر لکھا ہوتا ہے ”احتیاط کریں کام progress میں ہے“۔ مجھے تو distance کا پتہ نہیں ہے لیکن ہائی ویز والوں کو پتہ ہے کہ کتنے distance پر یہ چیز بنانی چاہیئے۔ میں نے کم از کم ایسے درجن ایسے cases deal کیئے ہیں یا فاتح خوانی پر گئے ہیں یا فاتح خوانی پر گئے ہیں یا صلح صفائی کروایا ہے۔ کہ جی موڑ پر ایک ٹرک ہو کر کے park ہے ادھر سے اسپیڈ میں آتے ہوئے کار اسکو hit کر لیتے ہیں چار بندے اُنمیں وفات پا جاتے ہیں。 This should be a law. کہ جدھر کہیں آپ park ہیں وہاں آپ ایسی چیز یا جتنے بھی فاصلے پر یا جس پر۔ تاکہ فاصلے سے یہ چیزیں ہمیں نظر آئیں۔ ہم As a قوم کسی سے کم نہیں ہیں۔ لیکن یہ چھوٹی چھوٹی چیزیں جو کتابوں میں ہیں ان سے ہم نقل کر کے کر سکتے ہیں۔ Security should be the first priority. یہاں پر بھتہ خوروں نے یونین بنائے ہیں ہزار گنجی میں ایک دفتر ہے ایک چلاک میں ہے ایک یارو میں ہے۔ یہاں سے وہ اسکو کہ جی! ہم آپکی سیکیورٹی والے ہیں ہم آپکو چمن تک بڑی حفاظت سے پہنچائیں۔ چمن سے کوئی تک با حفاظت پہنچائیں گے۔ تو یہ رسید دے دیتے ہیں اور دوسرا چیک پوسٹ پھر اُس سے پیسے لے لیتا ہے۔ یہ ایک دورا ہے پر ہوتا ہے۔ تو ان چیزوں کا اس گورنمنٹ کے آتے ہوئے کم از کم یہ چیزیں عام آدمی کو۔ ابھی اتنا ہو چکا ہے ہم thankful ہیں خواہ وہ جو بھی ادارے کے وقت میں ہوں۔ انتظامیہ نے یہ improvement کی ہے کہ اگر کوئی چمن شاہراہ پر تین ہزار گاڑیاں چوپیں گھنٹے میں آ جائیں تو ڈریٹھ ہزار گاڑیاں safe ہو گئی ہیں۔ This is the achievement, which they have

done it. بڑی مہربانی۔

جناب ڈپٹی اسیکر: جی عبد الکریم نو شیر وانی صاحب۔

میر عبد الکریم نو شیر وانی: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ جناب اسپیکر! اس قرارداد کی میں حمایت بھی کرتا ہوں ساتھ ساتھ حقیقت بھی بتاتا ہوں۔ جناب یا اسپیڈ بریکر ز انہوں نے خوش میں نہیں بنائے ہیں۔ نواب صاحبان ٹکڑ پڑوں ایک کمرہ بناسکتے ہیں۔ جب سے ملیشیا نے یا پولیس نے یا یویز نے اسپیڈ بریکر ز انہوں نے اسلئے بنائے ہیں کہ اس سے پہلے جو تمہاروں نے chains لگائے یا chains نہیں گلوائے تھے۔ جو دشمنوں آتے تھے وہ اسپیڈ میں گاڑیاں یہاں کتنی جانیں ضائع ہو گئی ہیں بغیر اسپیڈ بریکر ز سے۔ اسپیڈ میں آتے تھے کراچی روڈ پر چمن روڈ پر ٹوپ۔ اور یہ بولان تک۔ ہمیشہ یہ ایسی وارداتیں ہوتی تھیں۔ انہیں کی وجہ سے انہوں نے اسپیڈ بریکر ز بنائے کہ جب کوئی دشمن دچیک پوسٹ پر آ کر پہنچ جاتا ہے تو اسکا اسپیڈ کم ہوتا ہے جب اسپیڈ کم ہوتا ہے تو ہم اسکو cover بھی کر سکتے ہیں۔ میرے دوستوں نے انکا تو ایک پہلو یہاں پر show کر دیا۔

جناب ڈپٹی اسیکر: C.M. صاحب نے کہا ہے کہ چیک پوٹھیں ختم کر دی ہیں۔

میر عبد الکریم نو شیر وانی: دوسرا پہلو انہوں نے یہ نہیں بتایا کہ یا اسپیڈ بریکر ز جو ہوتے ہیں یہ دو قسم کے وہتے ہیں ایک قسم کا یہ ہوتا ہے جو کہ اسکولوں کیلئے کالجوں کیلئے یا بازار کے اندر، وہ plain sir ہوتا ہے۔ جہاں باہر کے روڈوں پر یہ بناتے ہیں وہ تھوڑا سا اوپر بناتے ہیں تاکہ گاڑی کا اسپیڈ کم ہو۔ اگر وہ ہم پر فائز کریں تو ہم جوابی کپڑ لیں یا اس پر فائز کر سکتے ہیں۔ چار چار اسپیڈ بریکر ز انہوں نے بنائے ہیں کراچی روڈ کے اوپر۔ خالد صاحب بیٹھے ہیں انکے علاقے میں ملیشیا نے تین تین چار چار۔ کئی دفعہ ملیشیا پر attack ہوا، بغیر اسپیڈ بریکر وں سے۔ جس دن انہوں نے یا اسپیڈ بریکر ز بنائے ہیں یہ وارداتیں کم ہوئی ہیں۔ آپ try کر کے تو دیکھ لیں۔ مخالفت نہیں کرتا ہوں اسکا۔ اسکو اگر، دیکھیں ناں انکو بھی protection دینا ہے۔ ملیشیا والے بھی ہماری protection کیلئے بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہ ہماری حفاظت کیلئے بیٹھے ہوئے ہیں۔ بلوجتان کے حالت اس وقت۔ بلوجتان میں اس وقت صورتحال آپ لوگوں کے سامنے ہیں۔ اسمبلی سے نکل کر ہم گھر تک کئی دفعہ ہم الحمد شریف پڑھ کر جاتے ہیں کہ اللہ ہمیں خیریت سے پہنچاؤ۔ کہاں ہے کراچی، کہاں ہے ٹفتان، کہاں ہے سمجھ گیا یہ آپکے ٹوپ۔ یا اسپیڈ بریکر جو ہوتا ہے انکے protection کیلئے انہوں نے اپنے protection کیلئے

اپنے دفاع کیلئے انہوں نے بنائے ہیں۔ ٹھیک ہے وہ نہیں بناتے ہیں، آپ مہربانی کریں انکو bullet proof سمجھ گیا کمرہ دے دیں۔ جس طریقے سے آپ نے bullet proof گاڑیاں لے لئے، انکو دے دو۔ مجبوراً سمجھ گیا کمرہ دے دیں۔ کتنے سمجھ گیا آپ کے forces without سمجھ آنہوں نے بنائے Sir۔ کتنے لوگ مارے گئے، کتنے سمجھ گیا آپ کے speed-breakers سے۔ جب سے پسیڈ بریکر بنائے اُنکا protection بالکل ہو رہا ہے۔ آگیا آپ کے کسی کو جرات نہیں ہے کہ جا کے اُن پر fire کریں۔ کسی کو جرات نہیں ہے کسی سمجھ گیا force کو مارے۔ آپ تصور کیا ایک طرف نہیں دیکھو سردار، آپ دوسرے رُخ بھی دیکھو کہ تصویر کا کیا ہے۔ اُنکا بھی protection ہمیں دینا چاہئے انکو۔ وہ ہمارے حفاظت کیلئے آئے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: مہربانی میر صاحب! آپ قرارداد کے حق میں ہیں یا خلاف ہیں۔

میر عبدالکریم نوشیروالی: چمن روڈ کا بھی آپ کو پتا ہے، افغان بارڈر سے دن میں ہزار گاڑیاں آتے ہیں، اُسمیں کیا ہے اُسمیں خالی روٹی نہیں آتا ہے، اُسمیں خالی سالن نہیں آتے ہیں، وہ ایسے آشیاء آتا ہے وہ مجبوراً انکو چیک کرنا پڑتا ہے۔ drugs آتا ہے، بارود آتا ہے، تو کیا خیال ہے بغیر اسپیڈ بریکر میں پڑ سکتے ہیں اُسکو جناب! یہ ضروری ہے کہ گاڑیوں کو چیک کریں۔ اسلحہ کو بھی چیک کریں۔ drugs کو بھی چیک کریں۔ دشمنوں کو بھی چیک کریں۔ اگر بلوچستان میں امن و شانستی چاہتے ہو تو مہربانی کریں یہ ضروری ہے۔ میری جان۔ اگر نہیں ہے، انداھا قانون ہے جیسا کرنا ہے کرو، تو میرے کرو اٹھاؤ سب۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: مہربانی میر صاحب، آپ قرارداد کے حق میں ہے۔

میر عبدالکریم نوشیروالی: Thank you جناب اسپیکر صاحب۔ اچھا! آخری، مجھے ایک موقع دو۔ اپنا ایک شعر آپ کو سناؤ۔ آخری منظور جان۔ دیکھیں ناں میری شعر جو ہے آپ سنیں گے۔ میری جان دیکھو یہ۔ یہ ناز و یہ انداز و یہ جادو و یہ ادائیں۔

ہم سب ملکر بلوچستان کو (سمجھ گیا) اُس سے بنایا۔

بلوچستان کو امن کا گھوارہ بنائیں۔ پاکستان زندہ باد۔ بلوچستان پاکندہ باد۔ خدا حافظ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: میر صاحب! آپ قرارداد کے حق میں ہیں یا خلاف ہیں۔

جناب منظور احمد خان کا کڑ: جناب اسپیکر! آپ کی اجازت سے۔ سب سے پہلے تو میں اپنے جو نون منتخب اراکین ہیں انکو مبارکباد دیتا ہوں اپنی جانب سے اور پارٹی کے رہبر کی جانب سے۔ اور تمام معزز ممبران کی جانب سے۔ جناب اسپیکر یہاں پر بات نیشنل ہاؤز کے جو اسپیڈ بریکرز کے حوالے سے ہو رہی ہے۔ اب میرے

فاضل دوست چلے گئے۔ بیٹھنا چاہئے تھا اُنکو مننا چاہئے تھا۔ جیسے مجيد خان نے کہا کہ کس کی نمائندگی وہ کر رہے تھے اور کس حوالے سے کر رہے تھے۔ انکو تو ان forces کا تو خیال تھا۔ لیکن انکو ان لوگوں کا خیال نہیں تھا جو مہنے میں کافی گھر سے جنازے نکلتے ہیں۔ بہت افسوس کی بات ہے، افسوس یہ ہے کہ وہ سن کے چلا جاتا۔ اور یہاں پر نواب صاحب نے نشاندہی بھی کی تھی، کہ سکول کے بریکریز اور کالج کے بریکریز، جہاں پر آبادی ہے۔ پاپلوشن ہے۔ جہاں پر تو وہاں پر بھی بریکریز ہونے چاہئے۔ وہاں پر بھی بریکریز ہونے چاہئے ہم یہ نہیں کہتے ہیں کہ نہیں ہونے چاہئے۔ لیکن بریکریز کی اپنی جو ایک حد ہوتی ہے اُسکے اندر وہ بریکریز بننے چاہئے۔ نہ کہ دوفٹ یا تین فٹ بریکریز ہونے چاہئے۔ جس سے حادثات پیش آتے ہیں۔ اب میرے فاضل دوست تو چلے گئے ہیں، اگر ہمارے محافظ اپنے لئے بریکریز بنائے کے اپنی حفاظت کرتے ہیں۔ تو بہت افسوس کی بات ہے۔ حفاظت کی اور بھی بہت سے طریقے ہیں، رکاوٹیں بناسکتے ہیں وہ zigzag ہیں رکاوٹیں ان سے بھی انکو protection مل سکتا ہے۔ یہ نہیں کہ ہم کہتے ہیں کہ وہ اپنا protection نہیں کریں، بلکہ آپ اپنی protection کریں لیکن سب سے پہلے عوام کی protection ہونی چاہئے، کیونکہ جو فوری سیز ہیں یا پولیس ہے یا جو بھی ہے یہ عوام کے ہیں اور عوام کی protection کرتے ہیں وہ لوگ۔ جناب عالیٰ باقی جتنے بھی دوستوں نے بات کی ہے، چمن نیشنل ہاؤے کی یا ٹوپ بی، جہاں پر آبادیاں ہیں، بیک وہاں پر بریکریز ہونا چاہئے لیکن جہاں پر آبادیاں نہیں ہیں، کیونکہ یہ ہمارے سب کی property ہے۔ یہ نیشنل ہاؤے ہو یا دوسرے روڑز ہوں۔ اس پر ہمارے حکومت کے پیسے خرچ ہوتے ہیں۔ یہاں پر جس کا دل کرتا ہے وہ اُنھوں کے اُسکو توڑنا شروع کر دیتا ہے اُسکے اوپر بھی ہمیں دیکھنا چاہئے۔ اُسکے اوپر بھی ہمیں سوچنا چاہئے، Thank you جناب اسپیکر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی مہربانی۔ جی

نواب محمد خان شاہ ولی (صوبائی وزیر): جناب اسپیکر! زر ای ان باتوں کے حوالے سے، دو باتیں میں بولنا چاہتا ہوں۔ کریم نو شیر ولی صاحب ہمیشہ اسی طرح کرتے ہیں، کسی بھی مسئلے پر وہ بات کر کے پھر وہ چلے جاتے ہیں۔ گزارش یہ ہے کہ ہم لوگوں نے جوانکے مسائل اور اُنکے وجوہات اُنکے خدشات و خطرات آپ لوگوں کے سامنے پیش کئے۔ ان میں یہ ہے کہ ہم لوگوں نے اسپیڈ بریکریز ختم کرنے کی باتیں کی ہے، چیک پوسٹ ختم کرنے کی بات نہیں کی ہے، ہم لوگوں نے۔ چیک پوسٹ پر باقاعدہ trained فوجی بیٹھے ہوتے ہیں۔ چاہے وہ الیف سی کی صورت میں ہو چاہے وہ آرمی کے یا کسی اور فوری سیز کی صورت میں ہوں۔ وہ trained ہوتے ہیں۔ اُس

میں ایک LMG ہوتا ہے۔ ایک ہزار گولی کا پیٹھی ہوتا ہے اُسمیں۔ اور میں یہ کہتا ہوں اور وہ خود بھی اس علاقے کا قبائلی آدمی ہے۔ ایک گاڑی دوسو کے سپیڈ سے آئے۔ میں نوشیروانی صاحب کو کہتا ہوں کہ وہ دوسو کے سپیڈ سے آئے۔ میری ہاتھ میں ایک LMG کا gun دیا جائے، پھر میں دیکھتا ہوں کہ وہ کیسے گزرتے ہیں ادھر سے۔ فوجی بیٹھے ہیں چار، چار، چھ چھ-3 G کے ساتھ، ایک LMG کے ساتھ اور وہ بیٹھے ہیں اور وہ مجرم کیسے اُنکے سامنے گزر کے جائیگا یہ تو ناممکن بات ہے۔ باقی یہ جو رکاوٹیں جو ہمارے یہاں پر موجود ہیں وہ جو اینگل کارن، گارڈر، اور iron کے ساتھ بنائے جاتے ہیں۔ وہ چیک پوسٹوں پر موجود ہوتے ہیں عموماً۔ وہ گاڑیوں کے سامنے رکھے ہوتے ہیں۔ وہ Zigzag کر کے جیسا کہ ہمارے ساتھی نے جواب دیا۔ وہ موجود ہوتے ہیں۔ اور دوسرا یہ کہ ہمارا معزز ایوان ہے۔ ہمارے پورے بلوچستان کا۔ کوئی مشاعرہ نہیں ہو رہا ہے یہاں پر۔ جو وہ عجیب مسئلہ لوگوں کے ذہنوں میں ڈال کر بھی چلے جاتے ہیں۔ عجیب باتیں۔ اور وہ ایک عجیب قسم کے منگھڑت شعر سنانے کے چلے جاتے ہیں۔ مہربانی کریں اس چیز ذرا توجہ دیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ابھی میرے خیال میں باقی کارروائی شروع کرتے ہیں۔ اُس پر لمبا بھی آپ لوگوں نے بحث کرنا ہے۔ میرے خیال میں یہی چیز آپ لوگوں نے۔

سردار رضا محمد بڑیج: جناب اپنے! گاڑیوں کے اسپیڈ اور انکے fitness comprehensive subject request یہ کرتا ہوں کہ آپ جب بھی رونگ دیں، اُسمیں مہربانی کر کے ایک comprehensive approach دے دیں تاکہ اُسمیں سیکورٹی کا مسئلہ بھی ہو، سپیڈ بریکر ز کا مسئلہ بھی ہو، access village سے جو روڈ آتے ہیں، کبھی کبھی ہم کراچی سے کوئی آتے ہیں۔ ہائی وے پر گاڑیاں آتی ہیں گاؤں سے ایکدم سپیڈ میں۔ چھوٹی گاڑیاں آتی ہیں، موڑ سائکل آتے ہیں۔ عموماً ایکسٹرنل ہوتے ہیں اُسمیں۔ تو آپ مہربانی کریں ایک comprehensive plan کے تحت نیشنل ہائی وے کو پابند بنائیں۔ نیشنل ہاوے کے پاس اپنی ایک strategy ہے کہ وہ جہاں جہاں بھی چاہیں اسپیڈ بریکر لگائیں اور جہاں اُنکی ضرورت ہوتی ہے وہ access roads enter-exchanges ہوتے ہیں وہاں enter-exchanges دیں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: بابت لا لا! میرے خیال میں آپ آخری speaker ہیں۔

عبداللہ جان بابت: جناب اپنے! میرے خیال میں آپ آخری speaker ہیں۔ rules میں کیا ہے کہ اسپیکر خود جو ہے کہ تعداد کا تعین کرتا ہے۔ وہ پوچھتا ہے۔ کورم کی نشاندہی۔ تو یہ کل جو جمالی صاحب نے جو

روئیہ۔ پتہ نہیں آپ بھی وہی روئیہ اختیار کرینگے یا آپ بیٹھے رہیں گے؟۔ وہ کل جو ہے rules میں بتادیں ہمیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: کورم ابھی تک پورا ہے، جب کم ہوگا، تو پھر دیکھا جائیگا۔ زیارتوال صاحب! آپ گورنمنٹ کی طرف سے بولیں گے یا قرارداد پر بحث۔ اچھا! اسیں یہ ہے کہ نواب جو گیزئی صاحب نے کہا کہ یہ ہاؤز میں ٹریکٹرز ہوتے ہیں۔ اور انکے پیچے back میں بالکل کچھ نظر ہی نہیں آتا ہے۔ اس لئے بہت زیادہ ایکسپلیٹس ہوتے ہیں۔ یہ آپ گورنمنٹ میں اس چیز کو بھی دیکھیں کہ اس چیز کا تدارک کرائیں تاکہ ہمارے قیمتی جانیں ضائع نہیں ہو جائیں۔ اور سپیڈ بریکر زکایہ ہے کہ جہاں پر آپکے CM صاحب نے کئی جگہ چیک پوسٹ ختم کر دیئے، دیکھیں وہاں پر غیر ضروری اسپیڈ بریکر ہیں تو kindly remove اُنکو بھی کر کر دیں۔ اور ساتھ ساتھ جہاں پر اگر ضرورت ہے تو اسپیڈ بریکر ہے، اُسکو Proper طریقے سے اسپیڈ بریکر کروادیں۔ اس قرارداد کے through اسکو آگے وہ کریں۔ اور دوسرا مجید اچنڈی صاحب نے کہا کہ CM صاحب نے بھی اس چیز کا آرڈر دیا تھا کہ چن شاہراہ کے جتنے وہ ہیں چن اور کوئی کے غیر ضروری چیک پوسٹ ہیں، وہ ختم کر دی جائیں۔ ابھی تک اس پر implement نہیں ہوا kindly اُس پر بھی آپ اپنی گورنمنٹ کا شاید وہ دے دیں۔

عبدالرحیم زیارتوال (صوبائی وزیر): جناب اسپیکر! آپکی جو تجویز ہیں یادوں توں کی تجویز رہی ہیں۔ اسیں پہلی بات جو میں آپکے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ اس قرارداد کو ہم تھوڑی ترمیم کریں گے۔ وہ ترمیم اس طریقے سے ہیں کہ جن مسائل کی ہم نے نشاندہی کی ہے NHA, through out Center کے پاس ہے۔ Government

جناب ڈپٹی اسپیکر: میرے خیال میں اسپیڈ بریکر آپ نے سیکورٹی reason کیلئے بنائے ہوں گے۔

عبدالرحیم زیارتوال (صوبائی وزیر): نہیں میں آپکو بتاتا ہوں نا۔ تو یہ اسکے پاس ہے۔ اب سیکورٹی reason کیلئے اگر کوئی بناتے ہیں تو NHA کے اپنے rules کے نواب ایاز خان جو گیزئی صاحب نے کہ اسپیڈ بریکر نہیں ہیں جیسا کہ نواب صاحب نے آپکے سامنے بات رکھی۔ نواب ایاز خان جو گیزئی صاحب نے کہ اسپیڈ بریکر نہیں ہیں car broker ہیں، اُسکو توڑ نے والی۔ تو کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ کس نے ڈالے ہیں؟۔ یہ لوگوں نے ڈالے ہیں۔ اسکا نوٹس لینا کس کی ذمہ داری ہے؟۔ تو بنیادی طور پر بات یہ ہے کہ NHA اسکے trafficking اُسکی جو پولیس ہے، اُسکا جو سٹم ہے، اس کیلئے بنیادی طور پر یہ قرارداد اس House کی

مرکزی حکومت NHA کے پاس بھی جانا چاہئے۔ اور دوسری بات جو آپ نے یہاں رکھی۔ وہ یہ ہے کہ ہم اپنے طور پر۔ مثال کے طور پر NHA پر side DC's کو، جن کے علاقوں سے NHA گزرتی ہے، انکو پابند کریں گے کہ وہ یہ رکاوٹیں ہٹائیں اور جہاں پر اس قسم کی ایکسٹینڈس سے بچنے کیلئے کوئی ضرورت ہے وہ NHA اور انجینئرنگ کی قاعدے کے مطابق وہ سپیڈ بریکرڈ اسی طور پر تمام DC's کو پابند کریں۔ جیسا کہ کوئی سے کراچی جاتے ہوئے گاڑی کی سپیڈ کو slow کرنے کیلئے انہوں نے بنائے ہیں۔ لیکن وہ ایسے نہیں ہے کہ گاڑی کو توڑ رہے ہیں، اُسکے اپنے طریقے ہیں۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ ہم حکومت اور D.C's کو پابند بنائیں گے جو وہاں پرنشان لگے ہوئے ہیں۔ جو آپکو ہدایات دیتے ہیں اُس پر کسی بھی شخص کی، سیاسی پارٹی کی، سیاسی تنظیم کی، کسی بھی اُسکی نہ کوئی پوستر ہو، نہ اُسکا کوئی جھنڈا ہو۔ ہم نے تو یہاں تک کر دیا کہ اُس پر پوستر لگادیئے، جھنڈے بنادیئے، فلاں کر دیئے۔ لیکن وہ قانون جو ہم پاماں کر رہے ہیں اُسکو دوبارہ انکو بحال کرنا چاہیے اور سب کو پابند کرنا چاہئے کہ ہم NHA کی راستے پر آپ چل رہے ہیں وہ جو signal آپکو دے رہے ہیں یا انہوں نے بنائے ہیں، وہ پاماں نہ ہوں۔ اور اسکے ساتھ ساتھ مجید خانب نے آپکے سامنے یہ بات رکھی ہے اُسکیلیں یہ بھی ترمیم ہم کر کے آپکو دے دیں گے کہ کوئی سے چن تک یہاں جو صورتحال ہے یہ سب سے زیادہ گھمیزیر ہے۔ تو یہ بھی اسکا حصہ بن جائیگا اور حصہ بنے کے بعد DCO's کو بھی اور NHA کو بھی، یہ صوبائی حکومت کی جانب سے، آپکی جانب سے ہمارے پاس آجائیگی۔ اور ہم اسکو آگے بھجوائیں گے اور اس پر عملدرآمد کروائیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی۔

عبدالرحیم زیارت وال (صوبائی وزیر): تو اس طریقے سے جو شاندی جو دوستوں اور ساتھیوں نے کی میں ان سے اتفاق کرتا ہوں۔ اور آپ سے اور House request سے اور NHA کی ذمہ داری ہے۔ انکی پیٹرولنگ ہوا کرتا ہے اور وہاں پیٹرولنگ کے ذریعے سے لوگوں کو تحفظ فراہم کرتے ہیں۔ لیکن ہم یہاں پر، جو ہمارے پاس وہ ہے، بنیادی طور پر میں پھر اس پر آ جاتا ہوں کہ NHA کی میرے خیال میں ملک کی 43% حصہ جو ہے، وہ آپکے علاقوں میں سے ہو کے گزرتا ہے لیکن NHA کی پیٹرولنگ پولیس جو ہے، اس وقت اسکی کل تعداد ملک کی حساب سے اگر آپ دیکھیں گے، تو آپ کے

پاس 1% یا اُس سے بھی کم ہیں۔ تو کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ان تمام چیزوں کو ٹھیک کرنے کیلئے، سیکورٹی کے حوالے سے بھی اسی میں یہ لکھیں گے کہ وہ length ہے ہماری ہائی ویز کی اُس length کے حوالے سے ٹیکس لگاتے ہیں۔ جو بھی لگاتے ہیں، لیکن کم از کم پیٹرولنگ سسٹم ہمیں جو ملک میں provide کیا گیا ہے، اسی طریقے سے ہمیں بھی وہ سسٹم فراہم کریں۔ وہ ہمارے لوگوں کے پاس بھی وہ چیزیں ہوں۔ تاکہ properly چیزیں ہوں۔ اور پھر اسی میں جو جرام پیشہ لوگ ہیں جو ڈالتے ہیں یا جو دوسرے وہ کرتے ہیں، وہ ہو۔ اسکے علاوہ جناب اپسیکر! ایک بات یہاں دوستوں نے کی کہ وہاں پر یہ ہے اور فلاںی جگہ پر یہ ہے۔ جناب اپسیکر! پورے صوبے ایمونیشن کا کوئی کارخانہ، صنعت ہمارے پاس نہیں ہیں۔ یہ تو آپ جانتے ہیں۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ جب ہمارے پاس نہیں ہے، مثال کے طور پر سندھ سے اگر آتا ہے۔ پنجاب سے آتا ہے۔ تو ان بارڈروں پر چیک ہوں۔ وہ باقاعدہ چیک کریں۔ افغانستان اور ایران کی جہاں تک بات کرتے ہیں۔ وہاں پر چینگ ہو۔ اب یہ بازاروں کے درمیان FC کھڑی ہے، خواتین بیٹھی ہیں گاڑیوں میں، فلاں فلاں ہے اور چیک کر رہے ہیں۔ پھر اسکے علاوہ میں یہاں ذمہ دار کی حیثیت سے کہتا ہوں ہمارے پاس intelligence کا ایک مکمل نظام ہونا چاہئے۔ اور وہ intelligence system آپکو ان تمام جنگلوں سے نکال کر، اس خواری آپکو نکال کے، ٹھیک طریقے سے آپکو مجرم پر ہاتھ ڈالنے کا موقع دے سکتا ہے۔ اور اگر آپ اندھیرے میں آپ وہ کرینے تو اس طریقے سے آپ مجرم تک تو نہیں پہنچ سکتے۔ البتہ غریب ہم لوگ جو سفر کرتے ہیں، انکو مشکلات سے دوچار کرتے ہیں۔ ہم نے ابھی تک یہ کیا ہے۔ اندھیرے میں ہاتھ وہ کرنے کی بجائے، کرنا یہ چاہئے کہ ہمارے intelligence system اتنا تیز ہو کہ جو بھی اس قسم کی culprits، مجرم قسم کے لوگ کوئی حرکت کرینے تو ہماری ایجنسیاں اتنی alert ہوں کہ اسکی حرکت کو وہیں روک سکیں۔ اور اگلے والے کو یہ جرأت نہ ہو۔ تو وہ ہماری سسٹم، میں پھر میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ ہماری law enforcement agencies ہم نے بار بار، میں نے ذاتی طور پر بار بار انکو کہا ہے کہ جو طریقہ ہم نے اپنایا ہے، اسی میں ہم energy بھی waste کرتے ہیں۔ لوگوں کو بھی نگ کرتے ہیں۔ لوگ بھی پیزار ہو گئے ہیں۔ لیکن ہمارے ہاتھ کچھ نہیں آتا۔ intelligence system واحد راستہ ہے، جو آپکو exact آدمی پر ہاتھ اٹھانے اور ڈالنے کا موقع دے سکتا ہے۔ تو یہ ہم کرینے کے ہم ادھروہ کرینے۔ لیکن چیک جہاں ہو، یہ بارڈروں پر ہوں۔ اگر صوبے کے اندر، سندھ سے، پنجاب سے، افغانستان سے، ایران سے، جہاں جہاں سے انکو یہ خطرہ ہے، وہاں پر انکی باقاعدہ چیک ہوں۔ اور وہاں پر چیزوں کو چیک کیا جائے۔ اسکے علاوہ صوبے کے اندر کہیں پر بھی لوگوں کو کسی بھی

طریقے سے شک نہیں کیا جائے۔ یہ ہماری وہ ہے۔ اور اسکے ساتھ اس قرارداد کو، ترمیمات میں آپکے پاس لے آؤں گا بعد میں۔ اسکو ترمیمات کے ساتھ منظور کر کے۔۔۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: میرے خیال میں ممبران نے بتایا ہے، ترمیم کے ساتھ۔

گل محمد مرٹز: point of order جناب اسپیکر صاحب! کورم پورا نہیں ہے۔ آپ دیکھ لیں۔۔۔ (مداخلت۔شور)۔

آغا سید لیاقت علی: جناب اسپیکر! عرض یہ ہے کہ ہم نے اسکے بعد جو بحث کرنی ہے وہ ہم نے ملکہ صحت اور تعلیم کے اس پر کرنی ہے۔ جناب! یہ ایک بہت بڑا issue ہے۔ issue ہے۔ اس کیلئے چیف نسٹر کا ہونا بہت ضروری ہے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ اس وقت صحت اور تعلیم کے سیکریٹریز اور وہ صاحبان بھی میرے خیال میں یہاں موجود نہیں ہیں۔ اسلئے میں آپ سے request کرتا ہوں کہ باقی کارروائی وہ next session کیلئے رکھ لیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: کورم پورا ہے۔

آغا سید لیاقت علی: یہ بُلی کی طرح آگے پیچھے ہونے سے کچھ نہیں ہوگا۔ پورا ہے، گن لو۔ بُلی کی طرح آگے پیچھے مت ہوں، آگے آجائیا شیر کی طرح بھاگ جاؤ۔ اچھا! جناب اسپیکر! میں اس سلسلے میں ایک عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اسکے بعد جو ہمارے پاس سب سے اہم issue ہے، وہ ہے ملکہ صحت اور صوبے میں تعلیم کی زبوں حاصلی۔ یہ دونوں مسئلے جو ہیں، اس پر کافی وقت چاہئے۔ ہمارے پاس اسکے لئے ابھی میرے خیال میں وقت نہیں ہے۔ چونچ گئے ہیں۔ تو میری تجویز یہ ہے کہ ہم ان مسئلوں کو next session کیلئے کریں۔ تاکہ اس میں صوبے کا چیف ایگزیکٹیو بھی موجود ہو۔ اور وہ اس پر اپنا final request دے سکیں۔ میری آپ سے گزارش ہے۔ اور یہ آپ بے شک House سے بھی پوچھ لیں۔

یاسمن بی بی لہڑی: جناب اسپیکر! میں نے پہلے بھی point of order پر بولنا چاہا۔ لیکن آپ نے اجازت نہیں دی۔ تو اس وقت جو ہے میں اپنا point of order رکھنا چاہ رہی ہوں۔ جیسے کہ جعفرخان مندو خیل صاحب نے بات کی flood کے حوالے سے۔ میرے خیال میں یہ بہت ہی زیادہ اہم مسئلہ ہے۔ میں آپ کو حل فیہ کہتی ہوں کہ مطلب یہاں پر بیٹھ کر اگر میں دولفٹوں میں اس صورتحال کو اگر address کروں تو وہ کم ہوگا۔ بات یہ ہے کہ جیسے آپ نے بات کی کہ ”مطلوب آپ ٹریئری پیچوں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ خود اگر ڈیپارٹمنٹس کی اگر جو یہاں پر وہ کریں گے تو وہ مناسب نہیں ہوگا۔ اسکا مطلب ہے کہ آپکی گورنمنٹ کمزور ہے۔“ جبکہ میں سمجھتی ہوں

کے صرف ہماری گورنمنٹ کا اس وقت کا جو موجودہ صورتحال ہے اُس کا مسئلہ نہیں ہے۔ یہاں پر جو سیالاب یا جو emergencies جو پچھلے ادوار میں آتے رہے ہیں۔ وہ چاہے 2007ء ہو یا چاہیے 2010ء ہو یا چاہیے 2011ء ہو یا ابھی 2013ء ہو۔ (داخلت۔شور)

جناب ڈپٹی اسپیکر: میرے خیال میں کورم کا چیک کریں۔ دو مر صاحب نے point-out کیا ہے۔۔۔ (داخلت۔شور)۔ میرے خیال میں اُس نے نشانہ ہی کی تھی۔ اور ہم نے count نہیں کیا تھا۔ ہاں کورم کو دیکھیں۔ کورم پورا کرنا ہے۔ جب تک کورم پورا نہیں ہو گا تو کارروائی کیسے ہوگی؟ بابت لال آگے کورم پورا ہو گیا۔

میر خالد ہمایون لانگو: جب ایک معزز رکن جاتا ہے نماز پڑھنے کیلئے، تو اسکو اجازت دیں۔ ابھی میں دور رکعت پر تھا، اُس ظالم نے اٹھایا۔ بولا ”کہ کورم پورا نہیں ہے“۔ میں اٹھ کر آگیا یا۔ یہ کیا طریقہ کار ہے۔ خدا کیلئے اتنا نماز کیلئے وقت ہوتا ہی نہیں ہے۔ وقفہ کیلئے بولتے ہی نہیں۔ آپ کر دیں نماز کیلئے وقفہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: کورم پورا کرنا آپ کا فرض بنتا ہے۔

یاسین بی بی لہڑی: جب اجلاس start ہو رہا تھا، جو کورم کا مسئلہ ہے، وہ ہر پانچ منٹ کے بعد نہیں دیکھا جاتا۔ کسی کو کسی بھی مسئلے کیلئے اٹھ کر باہر جانا پڑ سکتا ہے نماز بھی پڑھی جاتی ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ آپ دیکھ لیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: کورم پورا کرنا پڑتا ہے۔

یاسین بی بی لہڑی: ایک جو سازشی اُسکی طرح کہ ابھی بندے پورے نہیں ہیں، پیچھے باہر میٹھے ہوئے ہیں۔ آپ کورم کا issue کھڑا کر کے اسکو affect یا disturb کریں۔ یہ طریقہ نہیں ہوتا۔ جب آپ کا اجلاس start ہوا آپ کو کورم کا اُس وقت دیکھنا چاہئے تھا۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے)

جناب ڈپٹی اسپیکر: کارروائی آگے چلائیں۔ آپ بیٹھ جائیں محترمہ۔ آپ قرارداد پر بولنا چاہتی ہیں؟۔ کیا ہے؟۔ قرارداد پر بولنا چاہتی ہیں؟

یاسین بی بی لہڑی: نہیں تو آپ قراردادوں matter کو جلدی resolve کریں، تو میں اپنے point of order پر بات کروں نا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: نہیں آپ قرارداد پر بول رہی ہیں یا کسی اور topic پر بات کرنا چاہتی ہیں۔

یاسین بی بی لہڑی: نہیں میں قرارداد پر بات نہیں کر رہی ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: پہلے قرارداد کو منظور کرتے ہیں، اُسکے بعد آپ point of oorder پر بات س

کریں۔ سوال یہ ہے کہ آیا مشترکہ قرارداد ترمیم کے ساتھ منظور کی جائے؟۔ مشترکہ قرارداد نمبر 3 منظور ہوئی۔ جی! مشترکہ قرارداد نمبر 4۔ نواب محمد خان شاہوی، صوبائی وزیر، جناب اطہار حسین کھوسہ، میر عامر رندہ اور میر حاجی اکبر اسکانی، ارکان صوبائی اسمبلی میں سے کوئی ایک محکم اپنی مشترکہ قرارداد نمبر 4 کریں۔

نواب محمد خان شاہوی (صوبائی وزیر): قرارداد نمبر 4۔ ہرگاہ کہ بخشش پور انڈس قومی شاہراہ (نیشنل ہائی وے) تعمیر ہو چکی ہے۔ لیکن اسکے آگے بلوچستان کے علاقوں کو قومی شاہراہ M-8 سے منسلک نہیں کیا گیا ہے۔ الہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ مذکورہ شاہراہ یعنی بخشش پور، سندھ قومی شاہراہ کو بلوچستان کے علاقے براستہ شاہی واہ، ماجھی پور، صحبت پور، ڈیرہ اللہ دیار، اوستہ محمد اور سندھ کے علاقے کو قبہ سعید خان تک تعمیر اور M-8 سے منسلک کرنے کی منظوری دیں۔ جس سے مذکورہ علاقے اور بلوچستان کے دوسرے علاقے کو بنیٹ چین بھی اس قومی شاہراہ سے مستفید ہو سکیں۔ اس طرح مذکورہ قومی شاہراہ کی تعمیر سے بلوچستان کے عوام کا دیرینہ مطالبہ پورا ہونے کے ساتھ ساتھ روزگار کے مزید موقع میسر ہونگے۔ نیز سفری فاصلہ کم ہونے کے ساتھ ترقی کی تھی راہیں بھی کھلیں گی۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: مشترکہ قرارداد نمبر 4 پیش ہوئی۔ محکمین اپنی مشترکہ قرارداد نمبر 4 کی موافقت کی وضاحت فرمائیں۔

عبدالرحیم زیارت وال (صوبائی وزیر): جناب اسپیکر! جو قرارداد ہے، یہ ready ہے اور قرارداد سے related قرارداد ہے۔ اُس سے زیادہ مختلف نہیں ہے۔ کچھ جگہوں کے بیہاں پر نام لکھے ہوئے ہیں۔ اور وہاں پر جو مسائل ہوں گے شاید وہ دوست چلے گئے ہیں، ہم شاید یہ بیان بھی نہیں کر سکیں گے۔ اور مسائل کی نشاندہی بھی نہیں کر سکیں گے۔ اُسکو بھی اسی قرارداد کے ساتھ ملا کر، اُن دوستوں سے پوچھیں گے کہ کیا کیا مسائل ہیں، وہ اسکا حصہ بن جائیں گے۔ تو میں اس قرارداد پر زیادہ زور نہیں دیتا ہوں۔ بس اسی میں اسکو ڈال دیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: میرے خیال میں اسکے ساتھ تو اسکا وہ نہیں ہے کیونکہ تم میں کچھ M-8 کے ساتھ منسلک کرنا ہے، کچھ علاقوں کو۔ تو میرے خیال میں وہ کچھ اور چیز ہے۔ یہ اور چیز ہے۔ وہاں پر چینگ ہے اور اس پیڈ بریکرز ہیں۔ بیہاں کسی اور طرف ہے کہ M-8 کے ساتھ جن جن علاقوں کو منسلک کرنا ہے اُس سے distance بھی کم ہوگا۔ تو اس طرح کوئی یہ قرارداد ہے۔

عبدالرحیم زیارت وال (صوبائی وزیر): اُسکو اسکے ساتھ relate کر دیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اسکو منظور کر لیں بس اور آگے بھیج دیں۔

عبدالرحیم زیارتوال (صوبائی وزیر): نہیں مجھے کوئی نہیں ہے، منظور کرنے میں بھی کوئی قباحت نہیں ہے۔ ٹھیک ہے۔

سردار رضا محمد بڑیج: جناب اسپیکر! یہ NHA کے point of view کے development کے point of view سے ہے۔ اگر آپ دونوں کو کلب کرتے ہیں، اسکو کلب کر دیں اور دونوں قرارداد ایک ساتھ منظور کر لیں۔ میرے خیال میں صحیح کام ہو گا، جی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: یہ میرے خیال میں یہ ہے تو دونوں علیحدہ علیحدہ اس پر کر لیں نا۔ سوال یہ ہے کہ مشترکہ قرارداد نمبر 4 منظور کی جائے؟ مشترکہ قرارداد نمبر 4 منظور ہوئی۔ ابھی آگے آتے ہیں مکمل صحت اور تعلیم پر عام بحث۔ میرے خیال میں ابھی منسٹر بھی اسکا نہیں ہیں اور وزیر اعلیٰ صاحب بھی موجود نہیں ہیں۔ اسکو گلے سیشن کیلئے deffer کیا جائے۔ کیونکہ دو بڑے ملکے ہیں اُنکے timing کا بھی خیال رکھنا ہے۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: law and order سے متعلق تحریک تھا وہ اُسکو ہم چیف منسٹر کیلئے deffer کیا تھا۔ یہ تعلیم کا، یہ اُس سے زیادہ related ہے۔ تو اُس سے زیادہ important ہے۔ تو اُسے deffer کیا دیا جائے۔ پھر جب چیف منسٹر آجائے، آپ اُسکو کھو دیں۔ تاکہ اُسکے اوپر کوئی عمل ہو۔ ایسے ہوا میں بولتے رہتے ہیں۔ انہیں کی خواہش پر رکھا جائے کہ دون ان اسکے اوپر discussion کیا جائے تاکہ کوئی policy اسکے متعلق بنایا جائے۔ ویسے تو معزز منسٹر صاحبان تو موجود ہیں۔ حکومت کی نمائندگی بھر پور ہے۔ لیکن چیف منسٹر کا ہونا بھی میں سمجھتا ہوں کہ بہتر ہو گا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: زیارتوال صحیح ہے۔ سارے ممبران کا یہی خواہش ہے کہ CM صاحب بھی ہوں۔ کیونکہ بہت important issues ہیں۔

عبدالرحیم زیارتوال (صوبائی وزیر): ٹھیک ہے، اگر بحث کرتے ہیں تو بحث شروع کریں۔ اگر deferr کرنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ اس پر اپوزیشن کے ممبران بیانیادی طور پر مسائل کی نشاندہی کریں گے۔ ہم اپنے طور پر جواب دی کا جو system ہے یا ہم نے جو کچھ کیا ہے، وہ انکو بتائیں گے۔ ہیئت کے حوالے سے، ایکو کیشن کے حوالے سے اور good governance کے حوالے سے۔ اب چونکہ وہ خود چلے گئے ہیں۔ تو جب نہیں ہیں، تو اس حوالے سے پھر آپ جس طریقے سے آپ چاہیں بحث کرنا چاہیں تو بھی تیار ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: میرے خیال میں اس پر CM صاحب اور ماشاء اللہ آپکا بھی اسمبلی بھی مکمل ہو گئی ہے۔

اور ساتھ ساتھ آپ کا کینٹ بھی مکمل ہو جائیگی۔ تو اس پر آپ proper طریقے سے بحث کر سکتے ہیں۔ محکمہ تعلیم اور صحت کے مسئلے پر عام بحث اگلے اجلاس کیلئے متوالی کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزی: ریکارڈ کی درستگی کیلئے بابت صاحب جس پر بات کرنا چاہتے تھے، اُس نے اپنے آپ کو express نہیں کیا۔ بات یہ ہے کہ کل زمرک نے جب کورم point out کیا۔ تو اُس وقت کورم پورا تھا۔ اسپیکر صاحب بھی بیٹھے تھے۔ اُسکے بعد جمیعت العلماء اسلام کے تین رکن ایوان سے چلے گئے پھر بھی کورم کا مسئلہ نہیں تھا۔ زمرک کے point out کرنے کے بعد ہمارا کورم پورا تھا۔ اور اُسکے بعد کسی نے بھی کورم point out نہیں کیا۔ اُنکے جانے کے بعد اسپیکر نے اپنی مرضی سے کہا ”کہ کورم پورا نہیں ہے۔“ جمیعت العلماء اسلام کے تین رکن بیٹھے ہوئے تھے۔ جن میں خواتین بھی تھیں۔ انہوں نے point out نہیں کیا، باہر چلے گئے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: کل کورم پورا نہیں تھا۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزی: کسی نے کورم کی نشاندہی نہیں کی ہاں جمالی صاحب نے point out کیا۔ یہ ریکارڈ کی درستگی کیلئے جناب والا! اس طرح ایوان نہیں چلا�ا جاتا۔ ہم request کریں گے۔ آپ نہیں تھے۔ زمرک نے بیشک point out کیا۔ اُسکے بعد وہ دو، دو کر کے جاتے رہے۔ لیکن کسی نے point out نہیں کیا۔ اسپیکر صاحب نے point out کیا یہ اسپیکر صاحب کی ڈیوٹی نہیں بنتی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی تشریف رکھیں مہربانی۔ اچھا! اسیمیں یہ ہے کہ جو کل ایک دفعہ زمرک خان نے جس طرح رپورٹ ہے کہ زمرک خان نے کورم کا نشاندہی کیا۔ اور اُس time پورا نہیں تھا۔ دوبارہ جب اسپیکر صاحب آئے تو اُس نے دیکھا کہ کورم پورا نہیں ہے۔ وہ کر سکتے ہیں۔ کہ وہ اپنے، کورم پورا نہیں ہے تو ایوان کو آگے کیسے چلائیں۔ کورم پورا کرنا گورنمنٹ کا کام ہے۔ اُسکو آئندہ پورا کریں۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزی: اُس وقت کورم پورا تھا۔ جب جمیعت العلماء اسلام کے تین، پانچ بندے والپس چلے گئے۔ پھر کورم ٹوٹ گیا۔ لیکن کسی نے point out نہیں کیا اسپیکر صاحب نے point out کیا۔ یہ آپ اپنے سیکرٹریز اور عملے سے پوچھیں۔ آپ ان سے پوچھیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: وہ کل آپ لوگوں کو احتجاج کرنا چاہئے تھا۔ میرے خیال میں کل کورم پورا نہیں تھا۔ **عبد الرحیم زیارتوال (صوبائی وزیر):** طریقہ کاری یہ ہوا کرتا ہے۔ جو آدمی نشاندہی کرتا ہے، وہ کھڑا ہوگا۔ آپ ایوان میں موجود ارکین کو گنیں گے۔ جب کورم پورا نہیں ہوگا۔ بیہاں سے اعلان ہو گا کہ کورم پورا نہیں ہے۔ تو

سب نکل جائیں گے۔ اور اس طریقے سے نہیں ہوا کرتا ہے۔ ادھر میں نشانہ ہی کرتا ہوں دروازے میں کھڑے ہو کے۔ Floor ہے اُسکی اپنی مائیک ہے۔ گرسی ہے۔ کوئی دروازے پر کھڑے ہو کر چیختا ہے ”کہ کورم پورا نہیں ہے۔“ کورم الیسی کوئی مذاق نہیں ہے۔ کل بھی مذاق ہوا ہے۔ آج بھی مذاق ہوا ہے۔ اس مذاق کا نوٹس لینا چاہئے۔ یہ ہمارے صوبے کا سب سے مقتدر ایوان ہے۔ اگر اسکے ساتھ یہ طریقہ اختیار کیا گیا، جو دو مر صاحب کی لو مری والا چالیس ہیں۔ تو جناب اسپیکر! پھر یہ ہم اسیں واحد طریقہ کاری ہے۔ اب اس طریقہ کار کے بعد جب دوبارہ شروع ہو جاتا ہے، یہ اسپیکر کی ذمہ داری نہیں ہے۔ پھر سے ممبر صاحب جو بھی ہے، وہ اٹھ کر کھڑا ہو گا ”کہ کورم پورا نہیں ہے۔“ خواہ Treasury benches سے ہو۔ خواہ وہ اپوزیشن سے ہو۔ اُسکے بعد اسپیکر کی یہ ذمہ داری بن جاتی ہے کہ اراکین کو گن لیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ایک دفعہ جب کورم پورا نہیں ہوا۔ دوبارہ جب اسپیکر آیا گا، وہ اراکان کو گنے گا کہ کورم پورا ہے یا نہیں۔

عبد الرحیم زیارتوال (صوبائی وزیر): لیکن جب خود آ کر بیٹھ جاتا ہے اور گننا شروع کر دیتا ہے، یہ طریقہ کار کہیں نہیں ہے۔ آپ اپنے rules کو دیکھ لیں۔ never

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی جی، مہربانی۔ آج آپ کا کورم پورا ہے۔ کوئی نہیں تو ڈسکتا ہے۔ کورم پورا کر لیں کوئی نہیں کہہ سکتا ہے۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی: یہ عوام کے نتیجے میں ہمیں ملا ہے۔ مذاق کا مرکز اسکو نہیں بنانا چاہئے۔ وہ قرآن، حدیث، اسلام اور فلاناں کے متواطے، اس معزز ایوان کو اس مذاق خانے میں اگر تبدیل کرنا چاہتے ہیں آپ serious notices لیں جناب As a Custodian of the House! والا!

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی انشاء اللہ۔ جی مہربانی۔ جی عبید اللہ بابت صاحب۔

جناب عبید اللہ جان بابت: اُس دن وہاں پر روڑ block تھا۔ اور ہمارے ممبران بھی پورے تھے۔ یہاں سے IG, FC اجارہ تھا تو آپ کو خود معلوم ہے جب وہ نکلتا ہے تو اُسکے لئے پندرہ، میں بیس منٹ روڑ block ہو جاتے ہیں۔ تو ہمارے ممبران اُدھر کے ہوئے تھے۔ میں نے انکو کہا کہ آپ تھوڑا سا انتظار کریں۔ منظور کا ٹر اور دوسرے آرہے ہیں۔ انہوں نے اپنایا گا وہ کہ کیا کہا ہے، یہ وہ ادھری اُتار دیا گھصے میں۔ اور جا بھی رہا ہے ہمارے خرچے پر وہ دولت مشترکہ میں۔ ہم اسکو بھیج رہے ہیں۔ اور اُس نے اپنی مرضی کے لوگوں کو بھی ڈالا

ہے۔ وہ South Africa جا رہا ہے۔ اُسکو South Africa کا اتنا جلدی تھا۔ اور یہاں سے لوگوں کو بولتا ہے۔ اسپیکر! نے تو انصاف کرنا ہے یہاں پر۔ اگر آپ اٹھ جائیں۔ اور یہاں ہماری جو ہے، تعداد تھوڑا کم ہو جائے۔ یہ تو آپ کو معلوم ہے۔ ابھی خدا کے فضل سے، دوسرے لوگ بھی ہمارے صاف میں زیادہ ہیں۔ تو آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔ مگر کل کے اُس پر آپ نے کوئی قانونی وہ دینا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: بابت لالا! آپ بیٹھ جائیں۔ گورنمنٹ کا کام ہوتا ہے کہ سرکاری کارروائیاں ہیں، اُسیں کورم پورا کریں۔ time کا بھی پابندی کریں۔ تو آپ کا کورم پورا ہو جائیگا۔ یہ چیزوں سے بھی ہم رہ جائیں گے۔ جی بی بی یا سمیں۔

(اس مرحلے پر اپوزیشن والے واک آؤٹ ختم کر کے دوبارہ ایوان میں تشریف لائے۔ ڈیک بجائے گئے)

محترمہ یا سمیں بی بی لہڑی: شکریہ جناب اسپیکر! again میں refer کروں گی۔ ویسے دو مistr صاحب کیلئے میرے ذہن میں ایک وہ آرہا ہے کہ اب تک جو ہے، ہماری کیوں کہ Petri-Sam Society ہے۔ ہر کام جو غلط ہوتا ہے اُسکو خواتین سے منسوب کرتے ہیں۔ ”کجی؟ عورتیں سازشی ہوتی ہیں“ اب میں نے دیکھا کہ male تو اُس سے زیادہ double سازشی ہیں۔ کہ دروازے سے وہ دیکھ کر۔ آپ اُسکو آپ amend کریں۔ اچھا جی! جناب اسپیکر! جیسا کہ میں اپنی بات کو again وہاں سے شروع کروں گی۔ کیونکہ جب خواتین کی باری آتی ہے، تو اُسیں بہت زیادہ interruption ہوتی ہے۔ یا تو آپ وقفہ کریں۔ یا پھر میں اپنی بات پوری کرلوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: محترمہ آپ کیا کہنا چاہتی ہیں؟ kindly آپ اُسکو بیان کریں۔ معزز اراکین سے گزارش ہے کہ خاموش ہو جائیں۔ please order۔

محترمہ یا سمیں بی بی لہڑی: میں اس پر زیادہ بات نہیں کروں گی۔ پانچ منٹ کے بعد آپ اس پر فیصلہ کر لیجئے گا کہ وقفہ ہے یا پھر اجلاس ختم ہونے جا رہا ہے۔ PDMA کے حوالے سے جو بات کی گئی ہے۔ اُسیں میں تھوڑا اسماواخ کرتی چلوں۔ کیونکہ بہت زیادہ وہ سیالاب سے متاثرہ districts ہیں، جس میں کہ ابھی حالیہ جوڑوں میں ہوا ہے یا نصیر آباد یا جعفر آباد کی طرف، یا آج کا مسئلہ نہیں ہے 2007ء، 2008ء، 2010ء اور 2011ء، 2012ء کی جو اگر آپ دیکھ لیں۔ تو اُس وقت کے جو متأثرین ہیں۔ وہ accommodate نہیں ہوئے ہیں۔ اس پر میرے خیال میں جو ہم ایک چیز ہم feel کر رہے ہیں۔ سب سے بڑی بات یہاں پر جو ظاہر ہے آج اس اجلاس کا آخری دن ہے۔ قرارداد تو میں نہیں لاسکتی۔ لیکن یہاں اس ایوان کو اعتماد میں

لیتے ہوئے کیونکہ اب تک جو ہمارا PDMA ہے، وہ اتنا full-equipped ادارہ نہیں ہے۔ پچھلے آدوار میں جو بھی loose system ہمارا رہا ہے۔ یا جو corruption ہوئی ہیں اُسمیں بہت زیادہ ہمارے جو ادارے ہیں۔ وہ destroy ہوئے ہیں۔ بہت زیادہ جو ہے مطلب ایک طرح سے collapse ہیں۔ اب انکو دوبارہ انکے اپنے صحیح shape میں لانے میں حکومت کو بھی وقت چاہئے۔ جیسے آپ نے پہلے کہا ”کہ آپ حکومتی اُسمیں بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ ان چیزوں کو point-out نہیں کریں“۔ میرے خیال میں کرنے کی ضرورت ہے۔ دو یا تین مہینے جو ہیں وہ احتراز زیادہ کافی عرصہ نہیں ہوتا ہے۔ کہ ہم ان سارے اداروں کو اس طرح سے functional کر لیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: میں نے over-all جو گورنمنٹ پیچھے سے مسائل لاتے ہیں، تو اس پر میں نے کہا کہ kindly پہلے اپنے قائد ایوان یا منسٹر سے approach کریں۔ اگر وہاں نہیں ہوتے ہیں پھر اسکو proper طریقے سے لائیں۔ اور سیالاب بلوجستان میں آیا ہے تو پہلے بلوجستان گورنمنٹ اُس پر دیکھیں کہ وہ relief دے سکتی ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں دے سکتی ہیں۔ پھر اسکے لئے آپ proper طریقے سے اُسکو raise کریں۔ اگر اسکو amendment کرنا ہے۔ تو قرارداد لانے کیلئے kindly اُس پر proper طریقے سے قرارداد لائیں۔

محترمہ یا سیمین بی بی لہڑی: ہاں proper طریقے سے تھوڑا سا آپ کی توجہ اس جانب مبذول کروانا چاہ رہی ہوں کیونکہ اگلا سیشن ہمارا پتہ نہیں کب ہوگا؟ لیکن اس وقت جو متاثرین ہیں، وہ بہت زیادہ miserable conditions میں رہ رہے ہیں۔ اور وہ موجودہ متاثرین نہیں ہیں۔ وہ 2007، 2010، 2011، 2010 کے ہیں۔ multiply ہوتے ہوئے اُنکی تعداد بڑھ گئی ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: گورنمنٹ کو بتا دیا کہ وہ اس پر فوری طور پر عمل کریں۔

محترمہ یا سیمین بی بی لہڑی: جناب اسپیکر! ایک اُسمیں مسئلہ ہے جو میں آپ کو point out کرنا چاہ رہی ہوں۔ وہ مسئلہ یہ ہے کیونکہ جب ڈاکٹر صاحب کے بھائی کا جو حادثہ ہوا تھا۔ وہ یہاں پر موجود نہیں تھے۔ میں بحیثیت Focal Person اسکو deal کر رہی تھی۔ اُسمیں جو problem آ رہا ہے، وہ یہ ہے کہ PDMA کا NDMA کے ساتھ جو link ہے۔ کیونکہ PDMA جو ہے full-authorized ہے، اپنے بلوجستان کے حوالے سے جو ہے، وہ فیصلہ کرنے میں۔ اُسکو انتظار کرنا پڑتا ہے کہ جب NDMA سے، ظاہر ہے مطلب جب PDMA یہاں پر context کو دیکھتے ہوئے فیصلہ نہیں کر سکتی۔ تو پھر ہمیں بہت زیادہ

مشکل پیش آئی۔ اب 2010ء میں جب NDMA کا نام اندھہ جرنیل، بر گیڈرینڈ یم صاحب آئے تھے۔ انہوں نے briefing دی ”کہ بھئی! مطلب میں نے جا کے وہ affected علاقتے کا، سبی کا visit کیا ہے۔ اُس میں جو ہے وہ hardly کوئی چار ہزار کے قریب لوگ affect ہوئے ہیں“۔ جبکہ اُس وقت ڈیڑھ لاکھ سے زیادہ لوگ affected تھے۔ میں اُس meeting میں بیٹھی ہوئی تھی۔ میں نے بر گیڈرینڈ یم صاحب سے کہا ”کہ میرا جو ہے وہ exposition نہیں ہے ہیلی کا پڑیں جا کر visit کرنے کا۔ ہو سکتا ہے ہیلی کا پڑیں جو بندا visit کرتا ہے۔ اسکو لاکھوں کی تعداد جو ہے وہ ہزاروں میں دکھتی ہو۔ یا ہزاروں کی تعداد سوووں میں دکھتی ہوں۔ لیکن یہ facts نہیں ہیں۔ خُدارا! اسکو وہ آپ serious لیں۔ یہ جو ہے مطلب جو بلوچستان کا مسئلہ ہے، political issue ہے۔ یا جو مطلب ہمارے جو grievances ہیں یا mind-set سے ہٹ کے انسانیت کی اُس level پر ہیں دیکھنا چاہیں کہ جو متاثرین ہیں۔ آپ ذرا جا کر دیکھیں مطلب آپ کا بھی ظاہر ہے تعلق جو ہے انہیں districts سے ہیں۔ آپ جا کر دیکھیں ہمارے خواتین ابھی تک بے سرو سامان کے وہ زندگی گزار رہے ہیں۔ وہاں پر روڈ کے کنارے خواتین بیٹھی ہوئی ہیں۔ وہ ابھی کے متاثرین نہیں ہیں۔ اسکو تھوڑا اسا misunderstand کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ تو پرانے ہیں۔ جو کہ مطلب اس سے پہلے ہمارے جو سیالاب آتے رہے ہیں۔ وہ وہی affected لوگ ہیں جو کہ multiply ہوتے ہوتے اب اتنا زیادہ اُنکی تعداد ہو گئی ہے۔ اُنکو accommodate کرنا گورنمنٹ کیلئے بھی ایک مسئلہ ہے۔ لیکن ہم دیکھ رہے ہیں، اس چیز کو sort-out کر رہے ہیں۔ میری جو گزارش ہے وہ یہ ہے کہ آپ کی توسط سے یہ سفارشات ہماری جانی چاہیں کہ PDMA کو ایک full-fledge authorized ادارہ ہو جو کہ اپنے فیصلے کرنے میں اسلام آباد کی طرف یا NDMA کی طرف نہیں دیکھیں۔ again پھر اسیں وہی جو ہے mindset، وہی بد نیتی والاعصر آگیا تو اسیں بہت زیادہ ہمارے لوگ پتے رہیں گے اور ہم کبھی بھی affected لوگوں کو accommodate نہیں کر سکیں گے۔ thank you۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: مہربانی۔ محترمہ! اسیں یہ ہے کہ میرے خیال میں آپ ایک تو یہ ہے کہ اسمبلی میں کوئی بھی آپ لانا چاہتی ہے تو اسکے لئے آپ proper طریقے سے requisition کر سکتے ہیں۔ اگلے دن پھر آپ کی اجلاس کو ہم لوگ وہ کرتے ہیں۔ وہ مسئلہ نہیں ہے۔ کبھی بھی آپ ضرورت ہو، آپ اسمبلی کر کے، آپ کوئی چیز amendment کیلئے پیش کر سکتی ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہماری requisite گورنمنٹ کو ابھی کافی دن ہو گئے، دو، تین مہینے۔ کوئی چیز اگر خراب ہے تو اُسکی amendment کیلئے وہ کوئی

30 اگست 2013ء

بلوچستان صوبائی اسمبلی

38

چیز اسمبلی اور کینٹ منظور کر کے اسمبلی میں proper طریقے سے آسکتی ہے۔ تو اسکو کرنا چاہیے۔ اب کوئی بھی کمی بیشی ہے تو اسکو پورا کریں اور لوگوں کو relief دینا چاہیے، گورنمنٹ کو۔ یہاں پر ہمارے معزز زمبراں جب بولتے ہیں، تو انکو relief ملنی چاہئے۔ وہ علاقے کے لوگ ہیں، وہ ہی بہتر بتاسکتے ہیں کہ انکے علاقے کے مسائل، بالکل۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ گورنمنٹ پیغام کی ایک طریقہ کار ہوتی ہے کہ وہ اپنے پہلے مسائل اپنے گورنمنٹ کو بتادیں۔ اگر وہاں پر کوئی اُن کی شناوائی نہیں ہوتی ہے۔ تو آگے چل کے اُسمیں وہ کر سکتے ہیں۔ آپ اسمبلی کے Floor پر اسکو point out کر سکتے ہیں۔ سیکرٹری اسمبلی گورنر صاحب کا حکم نامہ پڑھ کر سنائیں۔

شمس الدین (ایڈیشنل سیکرٹری):

ORDEER.

In exercise of the powers conferred on me under Article 109 (b) of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, 1973, I, Muhammad Khan Achakzai, Governor of Balochistan, hereby Order that on conclusion of its business, the session of the Provincial Assembly of Balochistan shall stand prorogued on Thursday, the 30th August, 2013.

Sd/-

Mohammad Khan Achakzai

Governor Balochistan.

Dated 30th August, 2013.

جناب ڈپٹی اسپیکر: اب اسمبلی کا اجلاس غیر معینہ مدت کیلئے متوڑی کیا جاتا ہے۔
(اسمبلی کا اجلاس شام 6 جگہ 16 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)